قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 25/ جنوری 2023ء | 2/ رجب 1444 ہجری قمری | 25/ صلح 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:21

ارشاد باری تعالیٰ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ

(الاعراف:32)

ترجمہ: اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت (یعنی لباسِ تقویٰ) ساتھ لے جایا کرو۔

فرمانِ رسولؐ

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ایک آدمی کو دیکھا کہ پراگندہ حال اور بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: أَمَا كَانَ يَجِدُ هٰذَا مَا يُسَكِّنُ بِهٖ شَعْرَهُ۔ کیا اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس سے یہ بال سنوار لے اور انہیں صاف رکھے۔ آپ ﷺ نے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اس کے کپڑے میلے کچیلے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا اسے پانی میسّر نہیں جس سے یہ اپنے کپڑے کو دھو سکے؟

(سنن ابی داؤد کتاب اللباس فی غسل الثوب و فی الخلقان)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

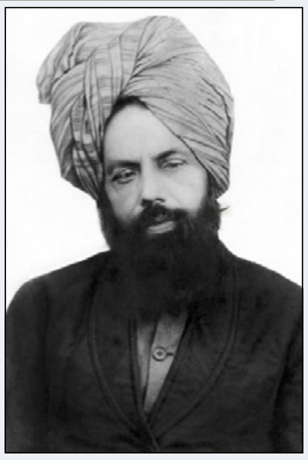

- خداتعالیٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ اس کی معرفت اور قرب حاصل کرے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) جو اس اصل غرض کو مدنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول کی فکر میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنالوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جاوے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خداتعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلالے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ انسان کے دل میں خداتعالیٰ کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اس کے نزدیک وہ ایک قابل قدر شے ہو جاوے گا... پس انسان کی سعادت اسی میں ہے کہ وہ اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور تعلق بنائے رکھے۔ سب عبادتوں کا مرکز دل ہے۔ اگر عبادت تو بجالاتا ہے مگر دل خدا کی طرف رجوع نہیں ہے تو عبادت کیا کام آوے گی... اب دیکھو ہزاروں مساجد ہیں مگر سوائے اس کے کہ ان میں رسمی عبادت ہو اور کیا ہے؟

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 222 ایڈیشن 1988ء)

- جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر برا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ برے نمونے سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ مَیں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ہُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:129) خداتعالیٰ بھی انسان کے اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے۔ پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہئے اور اس میں غور کرنا چاہئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے...انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اُس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 455 ایڈیشن 1988ء)

فرمان خلیفۂ وقت

خداتعالیٰ نے یہاں لباس کی مثال دی ہے کہ لباس کی دو خصوصیات ہیں۔ پہلی یہ کہ لباس تمہاری کمزوریوں کو ڈھانکتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ زینت کے طور پر ہے۔ کمزوریوں کے ڈھانکنے میں جسمانی نقائص اور کمزوریاں بھی ہیں، بعض لوگوں کے ایسے لباس ہوتے ہیں جس سے ان کے بعض نقص چھپ جاتے ہیں۔ موسموں کی شدت کی وجہ سے جو انسان پر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان سے بچاؤ بھی ہے اور پھر خوبصورت لباس اور اچھا لباس انسان کی شخصیت بھی اجاگر کرتا ہے۔ لیکن آج کل ان ملکوں میں خاص طور پر اس ملک میں بھی عموماً تو سارے یورپ میں ہی ہے لباس کے فیشن کو ان لوگوں نے اتنا بیہودہ اور لغو کر دیا ہے خاص طور پر عورتوں کے لباس کو کہ اس کے ذریعہ اپنا ننگ لوگوں پر ظاہر کرنا زینت سمجھا جاتا ہے اور گرمیوں میں تو یہ لباس بالکل ہی ننگا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لباس کے یہ دو مقاصد ہیں ان کو پورا کرو اور پھر تقویٰ کے لباس کو بہترین قرار دے کر توجہ دلائی، اس طرف توجہ پھیری کہ ظاہری لباس تو ان دو مقاصد کے لئے ہیں۔ لیکن تقویٰ سے دور چلے جانے کی وجہ سے یہ مقصد بھی تم پورے نہیں کرتے اس لئے دنیاوی لباسوں کو اس لباس سے مشروط ہونا چاہئے جو خداتعالیٰ کو پسند ہے اور خداتعالیٰ کے نزدیک بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔ یہاں لفظ رِیۡش استعمال ہوا ہے۔ اس کے معنی ہیں پرندوں کے پَر جنہوں نے انہیں ڈھانک کر خوبصورت بنایا ہوتا ہے۔ وہی پرندہ جو اپنے اوپر پروں کے ساتھ خوبصورت لگ رہا ہوتا ہے اس کے پَر نوچ دیں یا کسی بیماری کی وجہ سے وہ پَر جھڑ جائیں تو وہ پرندہ انتہائی کراہت انگیز لگتا ہے۔

...پس مَیں نے مختصراً یہ ذکر کیا ہے اس عہد کا جو تقویٰ کی شرط ہے اور تقویٰ میں بڑھنے کے لئے ضروری ہے اور اس عہد کی تکمیل کرتے ہوئے جب ہم عبادت کے لئے مسجدوں میں جائیں گے جیسا کہ خداتعالیٰ نے ہمیں فرمایا ہے۔ کہ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَکُمۡ عِنۡدَ کُلِّ مَسۡجِدٍ (سورۃ الاعراف:32) کہ اے ابنائے آدم! ہر مسجد میں اپنی زینت کے یعنی لباس تقویٰ کے ساتھ جایا کرو۔ اپنی زینت سے مراد تو یہی لباس تقویٰ ہے، جیسا کہ مَیں نے ترجمہ میں پڑھا ہے جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

(خطبہ جمعہ 10/ اکتوبر 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- فراقِ یار میں شب بھر بہائے تُو نے جو آنسو (منظوم)
- احکام خداوندی
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- سگریٹ نوشی
- سو سال قبل کا الفضل
- وفات مسیحؑ کی حقیقت اور جناب مودودی کی توجیہات

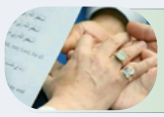

دربارِ خلافت

دین کے معاملے میں نقل اور ویسا بننے کی کوشش کرنا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

لوگ دنیاوی باتوں میں نقل کرتے ہیں اور اُس کے حصول کے لئے یا تو عزتِ نفس کو داؤ پر لگا دیتے ہیں یا دیوالیہ ہو کر اپنی جائیداد سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔یعنی دنیاوی باتوں کی نقل میں فائدے کم اور نقصان زیادہ ہیں۔لیکن دین کے معاملے میں نقل اور ویسا بننے کی کوشش کرنا جیسا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس زمانے میں ہمارے سامنے نمونہ پیش فرمایا ہے، بلکہ ہم میں سے تو بہت سوں نے اُن صحابہ کو بھی دیکھا ہوا ہے جنہوں نے قربِ الٰہی کے نمونے قائم کئے۔لیکن اُن کی نقل کی ہم کوشش نہیں کرتے جبکہ نقصان کا تو یہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ فائدہ ہی فائدہ ہے اور فائدہ بھی ایسا ہے جس کو کسی پیمانے سے ناپا نہیں جا سکتا۔پس کیا وجہ ہے کہ ہم اس نقل کی کوشش نہیں کرتے جو نیکیوں میں بڑھانے والی چیز کی نقل ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یا تو ہمیں ان چیزوں کا بالکل ہی علم نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے احساس پیدا نہیں ہوتا یا اتنا تھوڑا علم اور اتنے عرصے بعد دیا جاتا ہے کہ ہم بھول جاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے تازہ بتازہ نشانات آج بھی دکھا رہا ہے۔نتیجۃً ہماری اس طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جبکہ دنیاوی چیزوں کے لئے ہم آتے جاتے ٹی وی پر، اخبارات پر دس مرتبہ اشتہارات دیکھتے ہیں اور دماغ میں بات بیٹھ جاتی ہے کہ میں نے کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ چیز لینی ہے، حاصل کرنی ہے اور اگر کسی کو سمجھایا جائے یا کوئی ویسے ہی کہہ دے کہ جب وسائل نہیں ہیں تو اس چیز کی تمہیں کیا ضرورت ہے؟ تو فوراً جواب ملتا ہے کہ کیا غریب کے جذبات نہیں ہوتے، کیا ہمارے جذبات نہیں ہیں، کیا ہمارے بچوں کے جذبات نہیں ہیں کہ ہمارے پاس یہ چیز ہو۔لیکن یہ جذبات کبھی اس بات کے لئے نہیں ابھرتے کہ الہامات کا تذکرہ سن کر یہ خواہش پیدا ہو کہ ہمارے سے بھی کبھی خدا تعالیٰ کلام کرے۔ ہمارے لئے بھی خدا تعالیٰ نشانات دکھائے اور اپنی محبت سے ہمیں نوازے۔ اس سوچ کے نہ ہونے کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہمارے علماء، ہمارے مربیان، ہمارے عہدیداران اپنے اپنے دائرے میں افرادِ جماعت کے سامنے اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کی کوشش کے لئے بار بار ذکر نہیں کرتے، یا اُس طرح ذکر نہیں کرتے جس طرح ہونا چاہئے، یا اُن کے اپنے نمونے ایسے نہیں ہوتے جن کو دیکھ کر اُن کی طرف توجہ پیدا ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کا بار بار ذکر کر کے اس بارے میں اُن بزرگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور نشانات کے واقعات بھی شدت سے نہیں دہرائے جاتے اور یہ یقین پیدا نہیں کرواتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو کسی خاص وقت اور اشخاص کے لئے مخصوص نہیں کر دیا بلکہ آج بھی اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا اظہار کرتا ہے۔ اگر بار بار ذکر ہو اور یہ تعلق پیدا کرنے کے طریقے بتائے جائیں، اگر اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدوں کا ذکر کیا جائے تو بچوں، نوجوانوں میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ نے ہماری دعا کیوں قبول نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر دعا کی قبولیت کے فلسفے کی بھی سمجھ آ جاتی ہے اور نشانات بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ پس یہ بات عام طور پر بتانے کی ضرورت ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق سے جڑ کر اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق پیدا کیا جا سکتا ہے۔ نشانات صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات یا زمانے تک محدود نہیں تھے یا مخصوص نہیں تھے بلکہ اب بھی خدا تعالیٰ اپنی تمام تر قدرتوں کے ساتھ جلوہ دکھاتا ہے۔ پس نیکیوں کو حاصل کرنے کی تڑپ، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی تڑپ ہماری جماعت میں عام ہو جائے تو ایک بہت بڑا طبقہ ایسا پیدا ہو سکتا ہے جو گناہ کو بہت حد تک مٹا دے گا۔ گناہ کو مکمل طور پر مٹانا تو مشکل کام ہے، اس کا دعویٰ تو نہیں کیا جا سکتا لیکن بہت حد تک گناہ پر غالب آیا جا سکتا ہے۔ یا اکثر حصہ جماعت کا ایسے لوگوں پر مشتمل ہو گا اور ہو سکتا ہے جو گناہوں پر غالب آ جائے۔

(خطبہ جمعہ 24/ جنوری 2014ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

فراقِ یار میں شب بھر بہائے تُو نے جو آنسو

کبھی تنہائی میں یہ سوچ کر آنکھیں اگر نم ہوں
ہے کتنا مہرباں رحماں خُدا، تو دور سب غم ہوں

ہیں نظّارے،اشارہ کر رہے اس کی طرف پھر بھی
پہنچ پائیں جو اس کی ذات تک وہ دیدہ ور کم ہوں

اگر راہِ محبّت میں ہیں کانٹے، پھول بھی تو ہیں
یہاں خوش خبریاں لے کرفرشتے ساتھ ہر دم ہوں

فراقِ یار میں شب بھر بہائے تُو نے جو آنسو
چمن میں چار سُو کھلتے ہوئے پھولوں پہ شبنم ہوں

اگر حُسنِ جمالِ یار کا دیدار آساں ہو
تو پتھر طُور کے،جلوے سے اک،مٹّی میں کیوں ضم ہوں

ادا ہم شکر اس کی نعمتوں کا کر نہیں سکتے
جبینیں اپنی اس کے سامنے ہر آن گو خم ہوں

گزاری ہم نے غفلت میں، کہا اس نے ہمیں طارق
جھجکنا چھوڑ بھی دو، جب تمہارے سامنے ہم ہوں

ڈاکٹر طارق انور باجوہ۔لندن

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 69

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

منافقت (حصہ اوّل)

’’نفاق اور ریا کاری کی زندگی لعنتی زندگی ہے۔ یہ چھپ نہیں سکتی۔ آخر ظاہر ہو کر رہتی ہے اور پھر سخت ذلیل کرتی ہے۔‘‘

(حضرت مسیح موعودؑ)

منافق کی تعریف اور علامات

اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ یُخٰدِعُوۡنَ اللّٰہَ وَہُوَ خَادِعُہُمۡ ۚ وَاِذَا قَامُوۡۤا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوۡا کُسَالٰی ۙ یُرَآءُوۡنَ النَّاسَ وَلَا یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیۡلًا ﴿۱۴۳﴾ مُّذَبۡذَبِیۡنَ بَیۡنَ ذٰلِکَ ٭ۖ لَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ؕ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰہُ فَلَنۡ تَجِدَ لَہٗ سَبِیۡلًا ﴿۱۴۴﴾

(النساء:143-144)

یقیناً منافقین اللہ سے دھوکہ بازی کرتے ہیں جبکہ وہ انہی کو دھوکہ میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ لوگوں کے سامنے دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا۔ وہ اس کے درمیان متذبذب رہتے ہیں۔ نہ ان کی طرف ہوتے ہیں نہ اُن کی طرف اور جسے اللہ گمراہ ٹھہرا دے تو اس کے لئے تُو کوئی (ہدایت کی) راہ نہیں پائے گا۔

(نوٹ: یہ حکم نماز میں بھی درج ہوا ہے۔)

منافقت سے پرہیز

وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّذِیۡنَ قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَہُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾

(الانفال:22)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے کہا تھا ہم نے سن لیا جبکہ درحقیقت وہ سن نہیں رہے تھے۔

منافقین کے لئے مغفرت طلب کرنا

اِسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ اَوۡ لَا تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ ؕ اِنۡ تَسۡتَغۡفِرۡ لَہُمۡ سَبۡعِیۡنَ مَرَّۃً فَلَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَہُمۡ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَفَرُوۡا بِاللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہۡدِی الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِیۡنَ ﴿۸۰﴾

(التوبہ:80)

تُو اُن کے لئے مغفرت طلب کر یا اُن کے لئے مغفرت نہ طلب کر۔ اگر تُو ان کے لئے ستر مرتبہ بھی مغفرت مانگے تب بھی اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا۔ یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا۔

آپ کو منافق کی نماز جنازہ اور دُعا کرنے کی ممانعت

وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤی اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمۡ عَلٰی قَبۡرِہٖ

(التوبہ:84)

اور تُو ان میں سے کسی مرنے والے پر کبھی (جنازہ کی) نماز نہ پڑھ اور کبھی اس کی قبر پر (دعا کے لئے) کھڑا نہ ہو۔

(نوٹ: اس میں دو حکم ہیں)

1. نماز جنازہ ادا نہ کی جائے۔
2. اس کی قبر پر کھڑے ہو کر دعا نہ کی جائے۔

مسجد ضرار گرانے کا حکم اور اس کی حکمت

وَالَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا وَّکُفۡرًا وَّتَفۡرِیۡقًۢا بَیۡنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَاِرۡصَادًا لِّمَنۡ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَلَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

(التوبہ:107)

اور وہ لوگ جنہوں نے تکلیف پہنچانے اور کفر پھیلانے اور مومنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور ایسے شخص کو کمین گاہ مہیا کرنے کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول سے پہلے ہی سے لڑائی کر رہا ہے ایک مسجد بنائی ضرور وہ قسمیں کھائیں گے کہ ہم بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے تھے جبکہ اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

منافقین کی مسجد میں نماز ادا کرنے کی ممانعت

لَا تَقُمۡ فِیۡہِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِیۡہِ

(التوبہ:108)

تُو اس میں کبھی کھڑا نہ ہو۔ یقیناً وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہو زیادہ حقدار ہے کہ تُو اس میں (نماز کے لئے) قیام کرے۔

کفار اور منافقین کے اموال و اولاد تجھے مرعوب نہ کریں

فَلَا تُعۡجِبۡکَ اَمۡوَالُہُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ

(التوبہ:55)

پس اُن کے اموال اور اُن کی اولادیں تیرے لئے کوئی کشش پیدا نہ کریں۔

منافقین کے ساتھ جہاد

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ جَاہِدِ الۡکُفَّارَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَاغۡلُظۡ عَلَیۡہِمۡ

(التوبہ:73)

اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کر اور ان پر سختی کر۔

نوٹ: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وَاغۡلُظۡ عَلَیۡہِمۡ کا ترجمہ یوں فرمایا ہے ’’اور (پکا انتظام کر کے) ان پر سختی (سے حملہ کرو‘‘۔ یوں یہ الگ حکم ہوا۔

جہاد میں ایک دفعہ انکار پر منافقین سے دوبارہ شرکت پر سلوک

فَاِنۡ رَّجَعَکَ اللّٰہُ اِلٰی طَآئِفَۃٍ مِّنۡہُمۡ فَاسۡتَاۡذَنُوۡکَ لِلۡخُرُوۡجِ فَقُلۡ لَّنۡ تَخۡرُجُوۡا مَعِیَ اَبَدًا وَّلَنۡ تُقَاتِلُوۡا مَعِیَ عَدُوًّا ؕ اِنَّکُمۡ رَضِیۡتُمۡ بِالۡقُعُوۡدِ اَوَّلَ مَرَّۃٍ فَاقۡعُدُوۡا مَعَ الۡخٰلِفِیۡنَ ﴿۸۳﴾

(التوبہ:83)

پس اگر اللہ تجھے ان میں سے کسی گروہ کی طرف دوبارہ لے جائے اور وہ تجھ سے (ساتھ) نکلنے کی اجازت مانگیں تو تُو انہیں کہہ دے کہ ہرگز تم آئندہ کبھی میرے ساتھ (جہاد کے لئے) نہیں نکلو گے اور ہرگز کبھی میرے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑائی نہیں کرو گے۔ تم یقیناً پہلی مرتبہ (گھر) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے۔ پس اب پیچھے رہنے والوں کے ساتھ ہی بیٹھے رہو۔

منافقین کے پیٹھ پھیر لینے پر مومن کے لئے اللہ کو کافی سمجھنا اور اس پر توکل

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ ۫ۖ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾

(التوبہ:129)

پس اگر وہ پیٹھ پھیر لیں تو کہہ دے میرے لئے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں توکل کرتا ہوں اور وہی عرشِ عظیم کا ربّ ہے۔

منافقین سے اعراض اور انہیں دل پر اثر کرنے والی نصیحت کی تعلیم

اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُ اللّٰہُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ ٭ فَاَعۡرِضۡ عَنۡہُمۡ وَعِظۡہُمۡ وَقُلۡ لَّہُمۡ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ قَوۡلًۢا بَلِیۡغًا ﴿۶۴﴾

(التوبہ:64)

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کا حال اللہ خوب جانتا ہے۔ پس ان سے اِعراض کر اور انہیں نصیحت کر اور انہیں ایسی بات کہہ جو اُن کے نفوس پر گہرا اثر چھوڑنے والی ہو۔

منافقوں کے اعتراضات اور ایذا دہی کی پرواہ نہ کرنے کا حکم

وَلَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ وَالۡمُنٰفِقِیۡنَ وَدَعۡ اَذٰىہُمۡ وَتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیۡلًا ﴿۴۹﴾

(الاحزاب:49)

اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر اور ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 497-503)

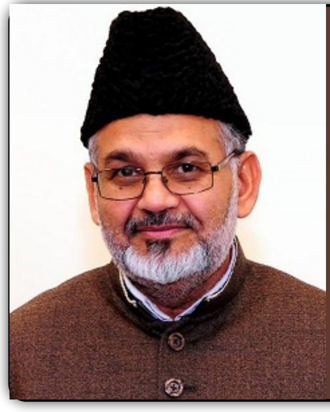

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 76

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 23-29/ ستمبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’آپ کی صرف ایک مسکراہٹ دل جیت سکتی ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ نفس مضمون پہلے گزر چکا ہے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 23/ ستمبر 2011ء میں صفحہ B-30 پر ہماری ایک خبر ایک تصویر کے ساتھ اس عنوان سے شائع کی ’’رمضان میں چینو کی مسجد میں روحانی باتیں‘‘۔ تصویر میں احباب مسجد میں بیٹھے درس سن رہے ہیں۔ تصویر کے نیچے اخبار نے لکھا کہ ’’یکم اگست سے رمضان شروع ہوا تھا۔ چنانچہ ہر روز مسجد بیت الحمید چینو میں لوگ جمع ہوتے اور رمضان کی عبادات بجالانے کے ساتھ ساتھ روزانہ امام شمشاد ناصر سے قرآن کریم سے روحانی باتیں بھی سنتے۔‘‘

الانتشار العربی نے اپنے عربی سیکشن میں حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور کی تصویر کے ساتھ اپنی 28/ ستمبر 2011ء کی اشاعت میں صفحہ 20 پر ’’صدق اور سچائی کا خلق‘‘ کے عنوان سے شائع کیا۔ نفس مضمون وہی ہے جو دوسرے اخبار (الاخبار) کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 30/ ستمبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’قوم کا رخ کس طرف ہے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے اس زمانے میں پریس اور میڈیا کی افادیت کے بارے میں لکھا۔ اس کے بعد انصار عباسی صاحب نے اپنے ایک کالم میں جو انہوں نے ہفت روزہ پاکستان ٹائمز جمعرات 22/ ستمبر 2011ء میں صفحہ 5 پر لکھا، کا ایک حصہ درج کیا جس میں وہ لکھتے ہیں:۔ ’’کیا ہم اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بے خوف ہو چکے ہیں‘‘۔ انہوں نے یہ لکھ کر قوم کو جھنجوڑا ہے۔

اور ایک مولانا کی تقریر کے حوالہ سے ترمذی شریف کی ایک حدیث بھی پیش کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ’’جب حکمران حکومت کے خزانے کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا شروع کریں گے امانت کو ہڑپ کیا جائے گا، مالدار لوگ زکوٰۃ چھوڑ دیں گے، علم دنیا کے لئے حاصل کیا جائے گا......ماؤں کے نافرمان ہوں گے، دوست سے تو اچھا سلوک کریں گے، باپ سے بدسلوکی کریں گے۔ قبیلے کا سردار فاسق ہو گا۔ حکومت نکمے انسانوں کے ہاتھوں میں ہو گی۔ بظاہر ایک دوسرے کا احترام کیا جائے گا اندر شر چھپا ہو گا۔ لوگ ایک دوسرے کے شر سے مسکرا کر ملیں گے، مسجدوں میں لڑائی جھگڑے ہوں گے اور گانے والیاں عام ہوجائیں گی، موسیقی کے آلات عام ہوجائیں گے، شراب پی جائے گی اور ریشم پہنا جائے گا۔ اس امت کا اول آخر کو بُرا بھلا کہے گا (یعنی نئے دور کا مسلمان پرانے دور کے مسلمان کو برا بھلا کہے گا) تو ایسے میں نبی کی امت انتظار کرے، موسم کی بے رحمی کا، ہواؤں کا، سرخ آندھیوں کا، خوفناک موسم کا، زلزلوں کا، زمین میں دھنسائے جانے کا، آسمان سے اللہ کے عذاب کے اترنے کا اور اوپر سے نیچے سے تابڑ توڑ عذاب کے حملوں کا۔‘‘ یہ لکھ کر انہوں نے مزید لکھا ہم اس پر (حدیث کے مضمون پر) پورا اترتے ہیں بلکہ ہم تو شاید اللہ کی نافرمانی میں بہت آگے نکل چکے ہیں۔

اس کے علاوہ خاکسار نے ہفت روزہ اردو لنک کی 23/ ستمبر 2011ء کی اشاعت صفحہ 5 سے محمود بن عطاء کے ایک مضمون سے بھی اقتباس پیش کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے ’’رمضانی میاں کا رمضان‘‘ انہوں نے وطن عزیز پاکستان میں رمضان کے حوالے سے مسلمانوں کے جوش و خروش کا ذکر کیا اور پھر لکھا یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے جس کے بارے میں ہم پروپیگنڈا تو یہی کرتے ہیں کہ پاکستان کے تمام شہریوں کو مساویانہ حقوق حاصل ہیں یہ صرف کہنے کی حد تک ہے۔ عملاً اقلیتوں سے تعلق رکھنے والے شہری دوسرے اور تیسرے درجہ کے شہری ہیں۔ اقلیت سے تعلق رکھنے والا ایک مرکزی وزیر شہباز بھٹی دارالحکومت میں دن دیہاڑے قتل کر دیا گیا۔ قاتل جائے واردات پر پمفلٹ پھینک کر فرار ہو گئے۔ آج تک قاتلوں کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ عذاب الٰہی کی شکل میں زلزلے، سیلاب، خون خرابے، قانون شکنی، اغواء، اقتصادی بدحالی، طوائف الملوکی، مہنگائی سب اسی عذاب کے شعبے ہیں۔

اس کے بعد کالم نویس رمضان کے حوالے سے مزید لکھتے ہیں کہ قتل و غارت، خون خرابہ، ٹارگٹ کلنگ، غریبوں اور رشتہ داروں کے حقوق کی پامالی، پولیس اور فوج کے اہل کاروں کے ہاتھوں قتل کا جنون، اغوا برائے تاوان، اغوا برائے زنا بالجبر، پبلک تنصیبات پر حملے کرنے کا کلچر، اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ، چوری، لوٹ مار، ڈکیتی، توہین رسالت کا شرمناک داغ، ناجائز آتشیں اسلحہ اور شراب کی بوتلوں کی برآمد، قسمیں اور لعنتیں۔

انہوں نے میڈیا سے وابستہ شخصیات کے خیال افروز مشاہدات سے بھی پردہ اٹھایا ہے کہ ایک بزرگ نے اسی رمضان میں بڑے درد سے متوجہ ہو کر فرمایا قرآن مجید میں جن جرائم کی وجہ سے یہود پر فرد جرم عائد کی گئی ہے وہ سب جرائم آج مسلمانوں میں موجود ہیں۔ ایک اور اخبار نے اپنے کالموں کے صفحہ پر جو سرخیاں لگائیں وہ بھی خاکسار نے لکھیں مثلاً ’’ہماری قیادت اور مجرمانہ غفلت‘‘، ’’قدرتی آفات اور پاکستان‘‘، ’’حکمران چلتی پھرتی لاشیں ہیں‘‘، ’’ڈینگی سیاست‘‘، ’’سیلاب، سیاست اور سرد مہری‘‘ اور ’’دہشت گردی کا المناک واقعہ۔‘‘

ان کالموں کے بارے میں خاکسار نے الگ مختصر طور پر یہ لکھا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کی بیماریوں کا ذکر کیا۔ حدیث اوپر درج کی جاچکی ہے۔ وہی امت کی بیماریاں ہیں۔ تو کیا آپ نے صرف بیماریوں کو ہی بتایا یا ان کا کچھ علاج بھی تجویز فرمایا ہے؟ کیا کوئی مریض جب ڈاکٹر کے پاس جائے اور ڈاکٹر اسے بتائے کہ تمہارے اندر یہ یہ بیماریاں پائی جاتی ہیں اور وہ صرف بیماری کی نشاندہی کر کے اسے واپس بھیج دے۔ تو کیا وہ مریض تندرست ہو جائے؟ کبھی نہیں اور نہ ہی ایسا ڈاکٹر، ڈاکٹر کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا کے سب سے بڑے حکیم تھے۔ آپ نے مرض کی شناخت بھی کر دی اور مرض نہ صرف پیدا ہو گیا ہے بلکہ لاکھوں اس مرض میں مبتلا ہو کر راہی ملک عدم بھی ہو چکے ہیں۔ حیرت ہے کہ اس علاج کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمایا تھا۔ اس کا پہلا علاج تو سورۃ الفاتحہ میں ہے۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۔ یعنی اُن لوگوں کا راستہ جن پر تیرا انعام ہوا اور ان انعام یافتہ لوگوں کی تشریح اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادی ہے کہ وہ کون ہیں؟ نبی، صدیق، صالح اور شہید۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری امت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔ قرآن کے صرف الفاظ رہ جائیں گے۔ اس زمانے کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی ہوں گی۔ ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ کیا کوئی مسیحا نہیں ہے جو ان بیماریوں کا علاج کرے؟

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 6-11/ اکتوبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مضمون بعنوان ’’قوم کا رخ کس طرف ہے‘‘ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم۔ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ نفس مضمون وہی ہے جو پہلے اوپر گذر چکا ہے۔

دنیا انٹرنیشنل نے اپنی اشاعت 30/ ستمبر تا 6/ اکتوبر 2011ء میں صفحہ 15 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’توہین رسالت اور مرتد کی سزا، قرآن وسنت نبوی کی روشنی میں‘‘ مسجد نبوی اور خاکسار کی تصویر کے ساتھ رنگین صفحہ پر شائع کیا۔ یہ مضمون دوبارہ شائع کیا گیا تھا۔ یہ مضمون بھی اس سے قبل دوسرے اخبارات کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 7 تا 13/ اکتوبر 2011ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’حج کے آداب اور عید الاضحیٰ‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے تفصیل کے ساتھ یہ بتایا کہ حج اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور جن کو خدا تعالیٰ توفیق دے انہیں حج کے لئے ضرور جانا چاہیئے۔ حج کا بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے لئے اس گھر کی زیارت کے لئے یہاں آیا اور بے حیائی اور شہوانی باتوں سے بچا اور فسق و فجور میں مبتلا نہ ہوا تو وہ پاک وصاف ہو کر ایسا لوٹتا ہے جیسا کہ وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

حج زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ زیادہ کی توفیق ملے تو بہت ہی اچھا ہے۔ حج سے واپس آ کر انسان کو اپنی زندگی یاد الٰہی، خوف خدا، تقویٰ و طہارت، لوگوں کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری میں گذارنی چاہیئے۔ نام کا حاجی انسان نہ بنے۔ بلکہ اپنے اعمال سے ثابت کرے کہ حج نے اس کی ذات پر نیک اثر ڈالا ہے۔ حج کے ساتھ قربانی کا بھی تعلق ہے۔ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قربانی متقین کی ہی قبول کی جاتی ہے اور جو قربانی تقویٰ کے معیار پر پوری نہ اترے وہ خواہ مکہ میں کی جائے یا مدینہ میں اس کی قبولیت کی کوئی ضمانت نہیں ہے اور جو تقویٰ کے ساتھ ہو گی۔ خدا اسے ہر جگہ قبول فرمائے گا۔ قرآن کریم نے قربانیوں کے ضمن میں یہ بھی فرمایا ہے کہ قربانیوں کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ تمہارے دل کا تقویٰ خدا تعالیٰ کو پہنچتا ہے۔ خاکسار نے اس بارہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس خطبہ الہامیہ سے بھی پیش کیا ہے جس میں

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں آیا ہے کہ یہ قربانیاں خدا تعالیٰ کے قرب کا موجب ہیں۔ اس شخص کے لئے جو قربانی کو اخلاص اور خدا پرستی اور ایمان داری سے ادا کرتا ہے اور یہ قربانیاں شریعت کی بزرگ تر عبادتوں میں سے ہیں۔'' اس کے بعد خاکسار نے ''عید'' کے معانی بیان کئے اور عید کے موقعہ پر خوشی کیسے منانی چاہیئے۔ کیا اس عید کے موقع پر ہم اس وجہ سے خوش ہیں کہ

1. حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ یا
2. اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیلؑ کی جان بچا لی تھی۔ یا
3. اللہ تعالیٰ کے حکم پر حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔ یا
4. آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اسلام کے لئے بہت ساری قربانیاں دیں۔ یا
5. ہم اس وجہ سے خوش ہیں کہ ہم نے آج گوشت کھانا ہے یا اچھے کھانے کھانے ہیں یا اچھے کپڑے پہننے ہیں؟

میرے خیال میں عید منانے کے لئے یا خوشیاں منانے کے لئے ان میں سے ایک بات بھی درست نہیں ہو گی بلکہ ہم اس بات پر خوش ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ حضرت ابراہیمؑ سے کیا تیری ذریت دنیا میں پھیلے گی۔ اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں اور یہ وعدہ ہر سال اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پورا ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو ماننے والے آپ پر درود پڑھنے والوں کا گروہ دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہوا اور ہوتا جا رہا ہے۔ پس جہاں یہ عید ہم نے منائی ہے یا منانی ہے وہاں اس بات کو نہیں بھولنا کہ ہم نے اس پیغام کو بھی ساری دنیا میں پہنچانا ہے۔ جو پیغام توحید حضرت ابراہیمؑ لائے اور جس کو آگے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے بے شمار قربانیاں دیں اور تا وہ پیغام آگے ہی آگے پہنچتا چلا جائے۔

اس کے بعد خاکسار نے قرآنی آیت مع ترجمہ لکھی ہے جس میں حضرت ابراہیمؑ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں کہ میں نے اپنی اولاد کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ دیا ہے تا کہ وہ نمازوں کا قیام کریں۔ پس عبادت الٰہی کے قیام کا پیغام بھی اس عید میں مضمر ہے جس کو ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے۔

ایک اور پیغام اس عید سے بچوں کی صحیح تربیت کا بھی ملتا ہے۔ خصوصاً اس مغربی معاشرہ میں جہاں بچوں کے پھسلنے کے امکانات ہر وقت موجود رہتے ہیں بہت ہی سنبھل کر رہنے کی ضرورت ہے جس میں صحیح تربیت اور دعا کا بہت بڑا دخل ہے اور تربیت میں بھی سب سے اول نمبر پر نماز ہے۔ بچوں کو نماز سکھانی چاہیئے۔ ترجمہ سکھانا چاہیئے اور انہیں باقاعدہ نمازی بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس سے انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق قائم ہوتا ہے اور یہ انسان کو بُرے کاموں سے بے حیائیوں اور فحشاء سے روکتی ہے۔ حضرت اسماعیلؑ کا بھی قرآن کریم میں اس حوالہ سے مزید ذکر ہے کہ وہ باقاعدگی سے اپنی اولاد اور اہل و عیال کو نماز کا عادی بنانے کے لئے ترغیب دیتے تھے۔ پس جانوروں کی قربانی دینا ہی کافی نہیں۔ بلکہ وہ سبق بھی اس عید سے لینا چاہیئے جس کے لئے یہ عید ہر سال آتی ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 7/ اکتوبر 2011ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا مضمون خاکسار کی تصویر کے ساتھ بعنوان ''حج کے آداب اور عید الاضحیٰ'' شائع کیا ہے نفس مضمون وہی ہے جو اوپر گزر چکا ہے۔

ہفت روزہ پاکستان ٹائمز شکا گو نے اپنی اشاعت 13 تا 19/ اکتوبر 2011ء صفحہ 3 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''اے لوگو! ظلم مت کرو، ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون میں خاکسار نے لکھا کہ عربی زبان میں ظلم اللیل کے معانی ہیں رات کا تاریک ہونا۔ اندھیرے میں داخل ہونا۔ الظلم کے معانی ہیں کسی چیز کا غلط استعمال یا کسی چیز کو غیر محل رکھنا، شرارت، حق کی کمی وغیرہ۔

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہے یا مظلوم۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو سمجھ آئی ہے کہ اپنے مظلوم بھائی کی مدد کریں مگر یہ سمجھ نہیں آئی کہ ظالم کی بھی مدد کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کا ہاتھ ظلم سے روک دو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظلم کو پسند نہیں کرتا۔ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔ ظالموں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ ہم نے آل فرعون کو غرق کیا وہ ظالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا بھی سکھائی ہے۔ اے ہمارے رب ہمیں ظالم قوم میں سے نہ بنا یو۔ حضرت یونسؑ کی دعا بھی قرآن کریم مذکور ہے:۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ان آیات کے لکھنے کے بعد یہ لکھا کہ اس وقت دنیا میں بہت ظلم ہو رہا ہے ایک دوسرے کا گلا کاٹا جا رہا ہے۔ خواتین پر کتے چھوڑ کر انہیں بے عزت اور رسوا کیا جا رہا ہے۔ (یہ خبر اس وقت دو تین دن پہلے ٹی وی پر آئی تھی) بچوں کو زیادتی کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک دوسرے کا مال ناحق لوٹا جا رہا ہے۔ دیہاتوں میں ایک دوسرے کی زمینوں پر قبضہ کر لینا تو عام سی بات ہے۔

لوڈ شیڈ نگ کی وجہ سے حکومتی تنصیبات کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ بس سے لوگوں کو نکال کر جان سے مار دیا گیا۔ ہڑتالیں کرنا، ٹائر جلانا، بسوں کو آگ لگانا، توڑ پھوڑ کرنا، جلسے جلوس، ریلیاں، دھرنا مارنا اور راہگیروں کی لوٹ مار عام ہوگئی ہے۔ خاکسار نے یہ لکھ کر بتایا کہ یہ سب کچھ مسلمان کر رہے ہیں اور اسلامی مملکت پاکستان میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور ظلم کی یہ داستان شائد لکھنے میں تو آسان ہے مگر جب TV پر یہ خبریں سنی جاتی ہیں تو انسانی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یقین کریں کہ بعض خبریں تو دیکھی اور سنی بھی نہیں جا سکتیں۔ اس وقت دعا کا سہارا کام آتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ظلم ہے اور قوم کو پھر بھی سمجھ نہیں آ رہی اور یہ قوم اپنے آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خاتم النبیین ہیں کے نام سے منسوب کرتی ہے۔ اب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو بیان کرتا ہوں۔

؎ شائد کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیوں کہ ظلم قیامت کے دن تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔ حرص، بخل اور کینہ سے بچو کیوں کہ ان چیزوں نے پہلوں کو ہلاک کیا۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سا ظلم سب سے بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی کے حق میں سے کچھ حصہ زمین دبا لے۔ پھر اس زمین کا ایک کنکر بھی جو اس نے لیا ہو گا طوق بن کر قیامت کے روز اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

(مسند احمد بن حنبل)

اس حدیث میں انذار ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے بھائی بہنوں کا حصہ دبا لیتے ہیں اور اس جائیداد میں سے حصہ نہیں دیتے۔ ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تم جانتے ہو مفلس کون ہے؟ ہم نے عرض کی جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کا مال کھایا ہو گا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہو گا یا کسی کو مارا ہو گا پس ان مظلوموں کو اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور اس طرح جنت کی بجائے اس شخص کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ یہی شخص دراصل مفلس ہے''۔ پس اس حدیث کا مطلب تو واضح ہے انسان کو نہ ہی ظالم بننا چاہیئے اور نہ ہی ویسا مفلس جو اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اس وقت وطن عزیز پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اسے ظالم بھی بنا رہا ہے اور مفلس بھی۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

خاکسار نے اس سلسلہ میں کچھ اور احادیث بھی بیان کی ہیں اور حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب کا حصہ بھی لکھا ہے اور آخر میں لکھا کہ اگر آپ لوگ ظلموں سے باز نہ آئے تو اس کا بھیانک نتیجہ نکلے گا۔ جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ سایۂ خدا ذو الجلال۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 7/ اکتوبر 2011ء میں صفحہ 7 پر ایک مختصر خبر شائع کی ہے جس کا عنوان ہے۔ ''موسم گرما کی چھٹیوں کے دوران تعلیم القرآن کلاس کا انعقاد'' کلاس 5 تا 10/ جولائی ہوئی۔ امام شمشاد خصوصی کلاسوں کے پرنسپل تھے۔

کیلی فورنیا۔ جماعت احمدیہ کے نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن منصور احمد اور سیکرٹری تربیت ملک ناصر محمود کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق ہر سال کی طرح اس سال بھی موسم گرما کی تعطیلات میں قرآنی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ قرآنی کلاسز کے یہ پروگرام سارے امریکہ میں 1999ء سے ہو رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کی رپورٹ کے مطابق اس سال 8 جماعتوں میں کلاسز کا پروگرام کیا گیا۔ ان جماعتوں میں شکاگو، ڈیٹرائٹ، ہیرس برگ، ہیوسٹن، نیویارک، سی آٹل، واشنگٹن اور لاس اینجلس شامل تھے۔

پریس ریلیز کے مطابق ریجنل مبلغ، سیکرٹری تعلیم القرآن، سیکرٹری تربیت نے پروگراموں کو کامیاب بنانے میں ایک دوسرے سے تعاون کیا۔ اس ضمن میں جو نصاب مرتب کیا گیا تھا اس میں کلاس کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا تھا اور اختتام سوال و جواب پر۔ روزانہ پانچ نمازوں کے قیام کے علاوہ درس قرآن، درس حدیث اور درس ملفوظات بھی دیا جاتا رہا۔ مسجد بیت الحمید میں یہ کلاس 5 تا 10/ جولائی کو ہوئی۔ کلاس کے پرنسپل امام سید شمشاد ناصر تھے اور وائس پرنسپل عاصم انصاری صاحب تھے۔ کلاس کی معاونت کے لئے 3 جامعہ کے طلباء بھی کینیڈا سے آئے تھے۔ مذکورہ کلاس میں پڑھائے جانے والے مضامین اور اساتذہ کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ حاضری 120 طلباء پر مشتمل رہی۔ کلاس کی اختتامی تقریب میں ڈاکٹر حمید الرحمان صاحب نے بچوں میں اسناد تقسیم کیں۔

شیراز احمد۔ کینیڈا

سگریٹ نوشی

آج کل کے ذرائع آمد و رفت اور ذرائع ابلاغ میں اس قدر ترقی ہو چکی ہے کہ جہاں دنیا گلوبل ولیج بن چکی ہے وہاں سفر بھی روزمرہ کے معمولات کا حصہ بن چکا ہے۔ ہم اپنے گھر اور قصبہ میں رہتے ہوئے ان معاشرتی برائیوں سے واقف ہیں جو آج کی دنیا میں نہ صرف عام ہیں بلکہ قانونی طور پر بھی جائز ہیں جن میں سگریٹ نوشی اور شراب جیسی لغویات ہیں۔

دنیا کے تمام ممالک کے محکمہ صحت ان لغویات کو صحت کے لئے مضر قرار دیتے ہوئے اپنے عوام کی بہتری کیلئے اقدامات کرتے ہیں جبکہ دوسری طرف وہ افراد اور نوجوان ہیں جو کم علمی کی وجہ سے یا کسی اشتہار یا کسی دوست کے بہکانے سے ان لغویات میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ہم سب کا کام یہ ہونا چاہئے کہ ان لغویات سے بچنے کے بارے میں ٹھیک سے راہنمائی حاصل کر کے اس موضوع کو زیر بحث لا کر اپنے ہم عصر بھائیوں کی راہنمائی کرنی چاہیئے۔

خاکسار ذیل میں چند اقتباسات اس سلسلے میں پیش کرتے ہوئے اس موضوع کو اجاگر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ:

’’اے عقلمندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔ ہر ایک نشہ کی چیز کو ترک کرو۔ انسان کو تباہ کرنے والی صرف شراب ہی نہیں بلکہ افیون، گانجہ، چرس، بھنگ، تاڑی اور ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کر لیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔ سو تم اس سے بچو۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ تم کیوں ان چیزوں کو استعمال کرتے ہو جن کی شامت سے ہر ایک سال ہزارہا تمہارے جیسے نشہ کے عادی اس دنیا سے کوچ کرتے جاتے ہیں اور آخرت کا عذاب الگ ہے۔ پرہیز گار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں اور تم خدا سے برکت پاؤ۔‘‘

(کشتی نوح، صفحہ 88-89)

پھر فرمایا:

’’اے مسلمانو!۔۔۔ تمہارے نبی علیہ السلام تو ہر ایک نشہ سے پاک اور معصوم تھے۔ جیسا کہ وہ فی الحقیقت معصوم ہیں۔ سو تم مسلمان کہلا کر کس کی پیروی کرتے ہو۔ قرآن انجیل کی طرح شراب کو حلال نہیں ٹھہراتا۔ پھر تم کس دستاویز سے شراب کو حلال ٹھہراتے ہو۔ کیا مرنا نہیں ہے۔‘‘

(کشتی نوح صفحہ 89 حاشیہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطابات جمعہ میں اس موضوع کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ:

سگریٹ نوشی اور یہ چیزیں جو ہیں عموماً ایسی بُری عادتیں ہیں جن کو چھوڑنا بہتر ہے۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ یہ فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ تمباکو وغیرہ ہوتا تو یقیناً اس سے آپ منع فرماتے۔

(خطبہ جمعہ 25 مئی 2012ء)

ایسے دوست جن کو سگریٹ پینے کی عادت ہوتی ہے ان کے ساتھ تعلق کی وجہ سے سگریٹ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے دوسری نشہ آور اشیا بھی استعمال کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو ایسے لوگ جو اس طرح بگاڑنے کی کوشش کریں غلط قسم کے بیہودہ اور لغو لوگوں کے زمرے میں آتے ہیں، ان سے تعلقات ختم کرنے چاہئیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’ رہائی یافتہ مؤمن وہ لوگ ہیں جو لغو کاموں اور لغو باتوں اور لغو حرکتوں اور لغو مجلسوں اور لغو صحبتوں سے اور لغو تعلقات سے اور لغو جوشوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 359)

ایک دفعہ ایک شخص نے امریکہ سے تمباکو نوشی سے متعلق اس کے بہت سے مجرب نقصان ظاہر کرتے ہوئے اشتہار دیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اشتہار سنایا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ:’’اصل میں ہم اس لئے اسے سنتے ہیں کہ اکثر نوعمر لڑکے، نوجوان تعلیم یافتہ بطور فیشن ہی کے اس بلا میں گرفتار و مبتلا ہو جاتے ہیں تا وہ ان باتوں کو سن کر اس مضر چیز کے نقصانات سے بچیں‘‘۔ یعنی جو لوگ مبتلا ہوتے ہیں وہ یہ باتیں سنیں تو اس کے نقصانات سے بچیں۔ فرمایا:’’ اصل میں تمباکو ایک دھواں ہوتا ہے جو اندرونی اعضا کے واسطے مضر ہے۔ اسلام لغو کاموں سے منع کرتا ہے اور اس میں نقصان ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس سے پرہیز ہی اچھا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 110)

تو وہ لوگ جو اس لغو عادت میں مبتلا ہیں کوشش کریں کہ اس سے جان چھڑائیں اور والدین خاص طور پر بچوں پر نظر رکھیں کیونکہ آجکل بچوں کو نشوں کی باقاعدہ پلاننگ کے ذریعے عادت بھی ڈالی جاتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ یہ ہو جاتا ہے کہ بیچارے بچوں کے برے حال ہو جاتے ہیں۔ آپ یہاں بھی دیکھیں کس قدر لوگ ان نشوں کی وجہ سے اپنی زندگیاں برباد کر رہے ہیں۔ ایک بہت بڑی تعداد ان ملکوں میں جن میں آپ رہ رہے ہیں، آپ دیکھیں گے سگریٹ پینے کی وجہ سے حشیش یا دوسرے نشوں میں مبتلا ہو گئی اور اپنے کاموں سے بھی گئے، اپنی ملازمتوں سے بھی گئے، اپنی نوکریوں سے بھی گئے، اپنے کاروباروں سے بھی گئے، اپنے گھروں سے بھی بے گھر ہوئے اور زندگیاں برباد ہوئیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:’’ حدیث میں آیا ہے وَمِنْ حُسْنِ الْاِسْلَامِ تَرْکُ مَا لَا یَعْنِیْہِ یعنی اسلام کا حسن یہ بھی ہے کہ جو چیز ضروری نہ ہو وہ چھوڑ دی جاوے۔ اسی طرح پر یہ پان، حقہ زردہ (یعنی تمباکو جو پان میں کھاتے ہیں) افیون وغیرہ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ بڑی سادگی یہ ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرے شریعت نے خوب فیصلہ کیا ہے کہ ان مضر صحت چیزوں کو مضر ایمان قرار دیا ہے اور ان سب کی سردار شراب ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ نشوں اور تقویٰ میں عداوت ہے۔ افیون کا نقصان بھی بہت بڑا ہوتا ہے۔ طبّی طور پر یہ شراب سے بھی بڑھ کر ہے اور جس قدر قویٰ لے کر انسان آیا ہے ان کو ضائع کر دیتی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 219)

فرمایا کہ:

’’شراب جو ام الخبائث ہے اسے حلال سمجھا گیا ہے اس سے انسان خشوع و خضوع سے جو کہ اصل جزو اسلام ہے بالکل بے خبر ہو جاتا ہے۔ ایک شخص جو رات دن نشہ میں رہتا ہے ہوش اس کے بجا ہی نہیں ہوتے تو اسے دوسری بدیوں کے ارتکاب میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ موقع موقع پر ہر ایک بات قتل، زنا، چوری، قمار بازی وغیرہ کر سکتا ہے۔ ہماری شریعت میں قطعاً اس کو بند کر دیا ہے۔ یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ شیطان کے عمل سے ہے تا کہ خدا کا تعلق ٹوٹ جاوے۔‘‘

اور یہ تو آجکل کی میڈیکل میں ثابت شدہ ہے کہ شراب ہزاروں دماغ کے سیل اور خلیوں کو نقصان پہنچا دیتی ہے اور آہستہ آہستہ آدمی کی بہت ساری دماغی کمزوریاں ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔

(خطبہ جمعہ 20 اگست 2004ء)

چیف روگر ریڈمین (Roger Redman) کہتے ہیں کہ مجھے سگریٹ نوشی کی بہت عادت ہے اور ہم لوگ تمباکو کا استعمال کرتے ہیں بلکہ ہمارے قبیلے میں یہ ہے کہ سگریٹ نوشی اور تمباکو کا استعمال فرسٹ نیشن کے لوگوں کا ایک مذہبی رکن ہے اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمباکو کا استعمال روحانیت میں ترقی کے لئے خاص عنصر ہے۔ مگر جلسہ سالانہ کے موقع پر جب خلیفہ وقت نے جماعت کے لوگوں کو یہ کہا کہ سگریٹ نوشی سے اجتناب کرنا ہے۔ تو چیف نے کہا کہ میں نے بھی عہد کیا اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ میں جلسہ کے دنوں میں سگریٹ نوشی سے پرہیز کروں گا اور پھر یہ اپنے وعدے پر قائم بھی رہے۔

(خطبہ جمعہ 10 اگست 2018ء)

مسلمان ملکوں میں اگر شراب کھلے عام نہیں ملتی، پاکستان وغیرہ میں تو مجھے پتا ہے کہ قانون اب اس کی اجازت نہیں دیتا تو چھپ کر ایسی قسم کی شراب بنائی جاتی ہے جو دیسی قسم کی شراب ہے اور پھر پیتے بھی ہیں اور اس کا نشہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے۔ امیر طبقہ اور بہانوں سے اعلیٰ قسم کی شراب کا بھی انتظام کر لیتا ہے۔ پھر یونیورسٹی میں سٹوڈنٹس کو مَیں نے دیکھا ہے کہ ایسے سیرپ یا دوائیاں، خاص طور پر کھانسی کے سیرپ جن میں الکوحل ملی ہوتی ہے، اُس کو نشے کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور پھر اس کا نقصان بھی ہوتا ہے کیونکہ اس میں دوسری دوائیاں بھی ملی ہوتی ہیں۔ پس ایسے معاشرے میں بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ اپنی قوتِ ارادی سے ان برائیوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔

آجکل یہاں یورپین ملکوں میں بھی علاوہ ایسے نشوں کے جو زیادہ خطرناک ہیں، شیشے کے نام سے بھی ریسٹورانوں میں، خاص طور پر مسلمان ریسٹورانوں میں نشہ ملتا ہے۔ اسی طرح امریکہ میں حقّے کے نام سے نشہ کیا جاتا ہے۔ وہ خاص قسم کا حقہ ہے اور مجھے پتا لگا ہے کہ یہاں ہمارے بعض نوجوان لڑکے اور لڑکیاں یہ شیشہ استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں اس میں نشہ نہیں ہے یا کبھی کبھی استعمال کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی حرج نہیں ہے۔ یاد رکھیں کہ یہ کبھی کبھی کا جو استعمال ہے ایک وقت آئے گا جب آپ بڑے نشوں میں ملوث ہو جائیں گے اور پھر اس سے پیچھے ہٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

پس ابھی سے اپنی قوتِ ارادی سے کام لینا ہو گا اور اس برائی سے چھٹکارا پانا ہو گا اور اس کے لئے اپنے ایمان کو دیکھیں۔ ایمان کی گرمی ہی قوتِ ارادی پیدا کر سکتی ہے جو فوری طور پر بڑے فیصلے کرواتی ہے جیسے کہ صحابہ کے نمونے میں ہم نے دیکھا، ورنہ قانون تو ان میں روکیں نہیں ڈال سکتے۔ جیسا کہ میں نے کہا پاکستان میں قانون بھی ہے، ملتی بھی نہیں لیکن پھر بھی لوگ پیتے ہیں اور انتظام بھی کر لیتے ہیں۔ انہوں نے کئی طرح کے طریقے اختیار کئے ہوئے ہیں۔ امریکہ میں

بقیہ صفحہ 7 پر

م م محمود

سو سال قبل کا الفضل

25/ جنوری 1923ء پنج شنبہ (جمعرات)
مطابق 7/ جمادی الثانی 1341 ہجری

صفحہ اول و دوم پر زیر عنوان ”احمدیہ مشن امریکہ کی سالانہ رپورٹ۔ جناب مفتی صاحب کا اخلاص“ حضرت مولانا مفتی محمد صادق صاحبؓ کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو آپؓ نے 21/ نومبر 1922ء کو تحریر فرمائی۔ رپورٹ کے آغاز میں تحریر ہے کہ ”جناب مفتی محمد صادق صاحب نے یہ رپوٹ سالانہ جلسہ پر سنانے کے لیے لکھی تھی لیکن وقت پر نہ پہنچ سکی۔اب بذریعہ اخبار احباب تک پہنچائی جاتی ہے۔“

اس رپورٹ میں آپؓ نے تحریر فرمایا:

”برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میں تو سمجھتا تھا کہ اس سال کے جلسہ پر میں خود قادیان میں ہوں گا اور آپ اصحاب کی زیارت کا شرف حاصل کروں گا۔مگر ہنوز قسمت میں یہ نہیں کہ دیارِ محبوب میں داخلہ کی عزت مجھے حاصل ہو۔مجھے قادیان پیارا ہے اور پھر مجھے اپنے بیوی اور بچے پیارے ہیں اور ان کی جدائی کا صدمہ چھ سال سے میرے قلب پر ہے۔مگر شکر ہے کہ یہ سفر کسی ذاتی غرض کے لیے نہیں اور کسی نفسانی لذت کے لیے نہیں بلکہ اشاعتِ اسلام کے واسطے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حکم کی اطاعت کے واسطے ہے۔عزیز و اقرباء کے فراق کا احساس ایک طبعی امر ہے میرے اختیار میں نہیں۔لیکن اگر حضرتِ امام کا حکم مجھے اس ملک میں زیادہ رہنے کا ہو یا یہاں سے مثلاً جنوبی امریکہ یا جاپان چلا جانے کا حکم آجاوے تو میرا قلب اس حکم کو بخوشی ماننے کے واسطے ایسا ہی طیار ہے جیسا کہ قادیان کے واسطے۔مرشدِ صادق کی اطاعت میں میرے لیے وطن اور غربت ایک ہے۔سفر و حضر برابر ہے۔۔۔

برادرِ عزیز چوہدری فتح محمد صاحب کا تار ”المسجد“ کے نام آیا ہے کہ جلسہ کے واسطے رپورٹ بھیجو۔یہ پہلا تار ہے جو اس پتہ پر آیا اور سلامت پہنچ گیا۔شکاگو جیسے شہر میں جو 26 میل لمبا اور 15 چوڑا لگاتار ایک ہی شہر ہے صرف ”المسجد شکاگو“ لکھنے سے تار مجھے پہنچ جاتا ہے۔اس میں خرچ کم نیز مسجد کی شہرت ہے۔“

بعد ازاں آپؓ نے احمدیہ مسجد شکاگو، مسلم سن رائز اور گزشتہ سال دیے گئے لیکچرز کے متعلق مختصراً تحریر فرمایا ہے۔لیکچرز کے متعلق آپؓ نے تحریر فرمایا کہ گزشتہ سال قریباً دو سو لیکچرز دیے گئے ہیں۔اسی طرح امریکہ میں ہونے والی بیعتوں کے متعلق آپؓ نے تحریر فرمایا کہ ”نومسلمین کی تعداد اس وقت قریباً چار سو ہو گئی ہے اور روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔جن میں سے بہت سے نماز پڑھتے ہیں اور عربی سیکھتے ہیں۔خاص شہر شکاگو میں اتوار کے دن قریباً ساٹھ ستر کس نماز میں شامل ہوتے ہیں کیونکہ وہ فرصت کا دن ہے۔“یاد رہے کہ ان نومبائعین کے اسماء حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ مسلم سن رائز میں مستقل شائع فرماتے رہے۔

مشن ہاؤسز کے متعلق آپؓ نے تحریر فرمایا کہ ”شہر شکاگو کے علاوہ سینٹ لوئس اور شہر ڈیٹرائٹ میں دو جگہ مشن کی شاخیں کھولی گئی ہیں اور ہر دو جگہ وہاں کے نومسلموں نے اپنے خرچ سے لیکچراروں کے واسطے ہال اور کتب خانے بہم پہنچائے ہیں اور تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ہر دو جگہ دو امیر مقرر کر دیے گئے ہیں۔ایک کا اسلامی نام شیخ احمد دین ہے اور دوسرے کا اسلامی نام شیخ عبدالسلام ہے۔یہ ہر دو صاحب پہلے عیسائی پادری تھے اب مسلم مشنری ہیں اور محض محبت سے کام کرتے ہیں۔ہماری طرف سے انہیں کوئی مالی امداد نہیں دی جاتی۔“

اول الذکر دوست شیخ احمد دین صاحب کی تصویر حضرت مفتی صاحبؓ نے مسلم سن رائز کے جولائی 1922ء کے شمارہ کے صفحہ 22 اور اپریل 1924ء کے شمارہ کے صفحہ 68 پر شائع کی جو اس تبصرۂ اخبار میں شامل ہے۔

صفحہ نمبر 2 پر ہی قاضی محمد یوسف صاحب (سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور) کا ایک منظوم کلام بعنوان ”حضرتِ موعود اور عہد کا دن“ شائع ہوا ہے۔

صفحہ نمبر 3 تا 6 پر حضرت مصلح موعودؓ کی رقم فرمودہ نصائح شائع ہوئی ہیں جو آپؓ نے حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کو بطور مبلغ امریکہ روانگی سے قبل فرمائی تھیں۔حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ کا تعارف قبل ازیں 15/ جنوری 1923ء کے شمارہ کے تعارف میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ان نصائح میں مبلغین کی بنیادی صفات تحریر فرمائی ہیں۔حضورؓ نے مبلغ کو خلافت کی اطاعت سے متعلق فرمایا

THE MOSLEM SUNRISE

by Mosques, Mufti Muhammad hopes to build another in Paris, for France will surely become an Islamic nation on account of the authority she exercises over many Muslim peoples. Mufti Muhammad, the holy man has also other hopes for the future. He embarks Friday on the Malora of the P. & O. to return to his homeland there at Qadian, at the foot of the Himalayas, the land of the eternal snows.

Petit Marseillais,
Wed., 7 Nov., 1923.

There is a learned Christian missionary who claims to be an authority on Islam and Moslems. He has written books entitled *Arabic Thought and Its Place in History* and *Short History of the Fatimide Khalifate, etc.* This *savant* says that the Prophet Muhammad or his early successors had no intention of carrying the religion of Islam beyond the confines of the Arabs or Arabia. A wonderful statement, proceeding as it does from a great authority on Islam and this statement must be true if it could be substantiated by facts. Alas for our missionary friend, we could not find a single fact that would bear him out. The holy Quran tells the prophet that *He is a messenger for and to all mankind.* Moreover he is told to *convey his message to all,* and he had to write epistles where he could not reach himself so as he may carry out the divine behest. As to his early successors they carried this divine message to the East and West from the Atlantic to the remotest Pacific on the Chinese shores. May be our missionary friend does not regard them as facts. But what has he to say to the message of the man who said that *he was sent only for the lost sheep of Israel,* and that the *bread* of the children should *not be cast* before the *dogs.* He *would* not preach even to the Samaritans. Yet him he regards as the Saviour of mankind. When should we expect to see fair play at the hands of the worshipers of the *lamb.*'

Mr. E. F. F. B. says in the *Moslem World* that Christendom blinks at immorality whilst Islam has legalized it by permitting polygamy. Well, if that is so let him first accuse God who has made man polygamous by nature and then by conniving at destructive wars He has unduly swelled the ranks of the females over the males. I think He ought to have so designed that the excess of females should have been either eliminated or turned into divine eunuchs or hermaphrodites. He should first correct divine mistakes and then turn his attention to Islam. The conniving of Christendom at this *immorality* is a proof positive of the fact that human nature cannot be repressed by the shortsighted restrictions of man. Jesus preferred castration to marriage. What does he think of that?

Shaik Ahmad Din
Ahmadia of Moslem Mission,
St. Louis, Mo., U. S. A.

”زندگی کا اعتبار نہیں۔اس امر کو خوب یاد رکھیں کہ ہم آدمیوں کے پرستار نہیں خدا کے بندے ہیں۔جو شخص بھی اور جب بھی مسندِ خلافت پر بیٹھے،اُس کی فرمانبرداری کو اپنا شعار بنائیں اور یہی روح اپنے زیرِ اثر لوگوں میں پیدا کریں۔اسلام تفرقوں سے تباہ ہوا اور اب بھی سب سے بڑا دشمن یہی ہے۔کاش انسان اس دل کو نکال کر پھینک دیتا جو اسے نفسانیت کی وجہ سے سلسلہ کے مفاد کو قربان کرنے کی تحریک کرتا ہے۔گو بعض دفعہ نیکی کے رنگ میں بھی یہ تحریک پیدا ہوتی ہے۔ مگر مَن فَارَقَ الجَمَاعَۃَ فَلَیسَ مِنَّا۔“

صفحہ 7 اور 8 پر نیروبی کے اخبار ”لیڈر“ کا حضرت مصلح موعودؓ کی تصنیفِ مبارک ”تحفہ شہزادہ ویلز“ پر کیے گئے تبصرے کا اردو ترجمہ شائع ہوا ہے۔جماعتِ احمدیہ نیروبی نے مذکورہ اخبار کو حضورؓ کی یہ کتاب ریویو کے لیے بھیجی جس پر اخبار مذکور نے 23/ نومبر 1923ء کے شمارہ میں ایک مفصل اور لائق مطالعہ تبصرہ کیا جو کہ انگریزی زبان میں تھا۔

صفحہ 8 اور 9 پر ایک ایسی مخلص احمدی خاتون کی سرگزشت شائع ہوئی ہے جس کی شادی غیر از جماعت خاندان میں کر دی گئی تھی۔یہ سرگزشت اس عنوان کے تحت ہے۔

”مامورِ الٰہی کی خلاف ورزی کے بد نتائج۔غیر احمدیوں میں لڑکی دینے کے نقصانات۔ایک احمدی خاتون کی سرگزشت اس کی اپنی زبانی“

مذکورہ بالا اخبار کے مفصل مطالعہ کے لیے درج ذیل link ملاحظہ فرمائیں۔

https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/A19230125.pdf

بقیہ: سگریٹ نوشی..... از صفحہ 6

ایک زمانے میں کھلے عام شراب کی ممانعت کی کوشش ہوئی تو اس کے لئے لوگوں نے دوسرا طریقہ اختیار کیا اور سپرٹ (spirit) پینا شروع کر دیا اور سپرٹ (spirit) پینے کے نقصانات بہت زیادہ ہیں تو اس کی وجہ سے لوگ مرنے بھی لگے۔حضرت مصلح موعودنے لکھا ہے کیونکہ ایمان نہیں تھا اس لئے دنیاوی قانون کی کوشش کامیاب نہیں ہو سکی بلکہ نشے کے ہاتھوں ایسے مجبور ہوئے کہ سپرٹ پی کر اپنے آپ کو نقصان پہنچا لیتے تھے۔حکومت نے پھر قانون بنایا کہ اگر ڈاکٹر اجازت دیں، بعض اسباب ایسے ہوں جو اس کو (justify) کرتے ہوں تو پھر شراب ملے گی اور ڈاکٹروں کا اجازت نامہ بھی بعض وجوہات کی وجہ سے تھا۔تو اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ ہزاروں ڈاکٹروں نے اپنی آمدنیاں بڑھانے کے لئے غلط سرٹیفکیٹ جاری کرنے شروع کر دیے۔تو ایسے ڈاکٹر جن کی پریکٹس نہیں چلتی تھی اُن کی اس طرح آمدنی شروع ہو گئی کہ شراب پینے کے سرٹیفکیٹ دے دیے۔آخر ایک وقت ایسا آیا کہ قانون کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور آہستہ آہستہ اب ہر جگہ عمر کی پابندی کے ساتھ شراب ملتی ہے۔کہیں یہ عمر اکیس سال ہے، کہیں اٹھارہ سال ہے اور کہیں کہتے ہیں کہ اگر بڑا ساتھ ہو تو پندرہ سولہ سال، سترہ سال کے بچے بھی بعض خاص قسم کی شرابیں پی سکتے ہیں۔پس اپنے قانون کی بے بسی پر پردہ ڈالنے کے یہ بہانے ہیں۔جوں جوں ترقی یافتہ ہو رہے ہیں برائیوں کی اجازت کے قانون پاس ہوتے چلے جا رہے ہیں۔برائیوں کو روک نہیں سکتے تو قانون میں نرمی کر دیتے ہیں۔لیکن خدا تعالیٰ کے احکامات میں جو برائی ہے وہ ہمیشہ کے لئے برائی ہے۔خدا تعالیٰ ہماری مرضی کا پابند نہیں بلکہ ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پابند ہونا ہوگا اور یہ پابندی اُس وقت پیدا ہو گی جب ہماری ایمانی حالت بھی اعلیٰ درجہ کی ہو گی۔

(خطبہ جمعہ 17/ جنوری 2014ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے پیاروں کو سگریٹ نوشی اور شراب جیسی مضرصحت اور بری عادت سے محفوظ رکھے۔ آمین

چوہدری نعیم احمد باجوہ۔ نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

برکینا فاسو سے جلسہ قادیان کا آنکھوں دیکھا حال

جلسہ کے ساتھ جماعت احمدیہ کے افراد کی لگن، سارا سال تیاری، جوش وخروش سے جلسے میں شمولیت اور ان جلسوں کا بے شمار برکات کا حامل ہونا اب دنیا پر عیاں ہے۔ ’’یہ وہ امر ہے جس کی بنیاد خالص تائید الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ پر ہے۔‘‘ کے الفاظ کی گونج اب دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک سنائی دیتی ہے۔ جلسہ کی برکات کا مشاہدہ اب ہر احمدی کو ہے۔ یوں تو دنیا بھر کے تمام جلسے ’’تائید الٰہی اور اعلائے کلمۃ اللہ‘‘ کی اصل کے تحت ہیں لیکن قادیان کا جلسہ اور ہر وہ جلسہ جس میں امام وقت خود رونق افروز ہوں خاص مقام رکھتے ہیں۔

برکینا فاسو میں کئی سالوں سے مارچ اپریل میں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے۔ امسال برکینا فاسو کا تیسواں جلسہ سالانہ مارچ میں منعقد ہونا تھا۔ تاہم 2021ء کے جلسہ کے اختتام تک یہ خیال پختہ ہونے لگا کہ آئندہ جلسہ مارچ اپریل میں کرنے کے بجائے دسمبر میں کیا جائے۔ بہرحال تمام حالات و واقعات کا جائزہ لینے اور صلاح مشورہ کے بعد جلسہ کی حتمی تاریخ دسمبر میں قادیان کے جلسہ کے ساتھ رکھ دی گئی۔ برکینا فاسو کے جلسہ کا پروگرام اس طرح ترتیب دیا گیا کہ جلسہ قادیان کا آخری روز برکینا فاسو کے جلسہ کا دوسرا روز ہو۔ تا کہ جلسہ قادیان کے موقع پر حضور انور کا براہ راست نشر ہونے والا خطاب مکمل توجہ سے سنا جا سکے اور اگر دیر بھی ہو جائے تو لوگوں کو واپس جانے کی جلدی نہ ہو۔

جلسہ سالانہ قادیان میں ورچوئل شرکت

امسال پہلی بار یہ پروگرام بنایا گیا کہ جلسہ سالانہ برکینا فاسو سے براہ راست جلسہ سالانہ قادیان میں ورچوئل شرکت کی کوشش کی جائے۔ ویسے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سال 2021ء سے جماعت برکینا فاسو جلسہ سالانہ برطانیہ میں ورچوئل شرکت کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ لیکن وہ انتظامات بہت محدود پیمانے پر ہوتے ہیں۔ جبکہ اس بار جلسہ گاہ برکینا فاسو سے براہ راست ورچوئل شرکت کا پہلا موقع تھا اس لئے بعض مسائل اور تحفظات سامنے تھے۔

ابتدائی تیاری

ابتدائی مراحل میں ورچوئل شرکت کی اجازت اور بعد ازاں اس اہم موقع کے لئے انتظامات کا جائزہ لینا تھا۔ انٹرنیٹ کنکشن کو جلسہ گاہ میں پہنچانا ایک مرحلہ تھا چنانچہ انٹرنیٹ کیبل بچھانے کے لئے دوصد پچاس فٹ لمبی نالی کی کھدائی کر کے کنکشن جلسہ گاہ تک پہنچایا گیا۔

ایم ٹی اے لندن کے ساتھ ابتدائی ٹیسٹ

ایم ٹی اے لندن سے کال آ گئی کہ ہم ابتدائی ٹیسٹ ایک ہفتہ پہلے کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ابھی تیار نہیں تھے چنانچہ فوری طور پر سامان میسر کیا گیا اور الحمد للہ جلسہ سے ایک ہفتہ قبل پہلا نیٹ ورک ٹیسٹ مکمل ہو گیا۔ بعد ازاں جلسہ سے دو روز قبل پھر ٹیسٹ کیا گیا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں بھی کامیابی ہوئی۔ پھر تیسرا ٹیسٹ حضور انور ایدہ اللہ کے خطاب کے روز پچیس دسمبر کو صبح رکھا گیا۔ ایم ٹی اے لندن کے ساتھ خطاب سے دو گھنٹے قبل کمیونیکیشن شروع ہوئی جو آخر تک جاری رہی۔

صرف دعا

اسی سال فروری میں مجلس خدام الاحمدیہ برکینا فاسو کی ورچوئل ملاقات سے دو گھنٹے پہلے جب نیٹ ورک کی رفتار انتہائی سست ہو گئی تو بہت تشویش لاحق ہو گئی تھی۔ صرف دعا سے وہ معاملہ حل ہوا تھا اور ملاقات بخیریت سرانجام پائی۔ اُس وقت بھی ملاقات کے انتظامات عاجز کے سپرد تھے اور اب جلسہ قادیان میں ورچوئل شرکت کے جملہ انتظامات بھی عاجز ہی کر رہا تھا۔ انٹرنیٹ کنکشن کے متعلق ایک دھڑ کا لگا ہوا تھا کہ اگر سگنل ڈاؤن ہو گئے تھے تو ہم شرکت نہیں کر پائیں گے۔ صبح سے کنکشن ٹھیک تھا لیکن پھر بھی خوف کی ایک لہر موجود تھی جو روح و جسم کے آر پار ہو رہی تھی۔ عین اس وقت خیال آیا کہ دعا اور استغفار کے علاوہ اب کوئی چارہ بھی تو نہیں۔ جو ہماری قدرت میں تھا ہم نے کیا ہے باقی اللہ تعالیٰ مالک ہے۔ چنانچہ اس کے بعد نہ صرف تسلی ہو گئی بلکہ ایک لمحہ کے لئے بھی ہماری کال ڈراپ ہوئی نہ سگنل ڈاؤن ہوا۔ الحمد للہ

فائنل سیشن کے لئے تیاری

ہماری جلسہ گاہ کی چوڑائی بتیس میٹرز (105فٹ) جبکہ لمبائی ایک سو پانچ میٹرز (345فٹ) ہے جبکہ لجنہ کی طرف جلسہ گاہ کو مزید وسیع کیا جاتا ہے۔ سامنے ایک وسیع و عریض اسٹیج ہے۔ جلسہ گاہ میں قالین بچھائے جاتے ہیں اور احباب جماعت قالین پر بیٹھ کر جلسہ کی کارروائی میں شامل ہوتے ہیں۔ قادیان کے جلسہ میں شمولیت کے لئے ساری سیٹنگ تبدیل ہونا تھی کیونکہ اسٹیج دکھایا جانا ممکن نہیں تھا۔ ایم ٹی اے کی طرف سے بھی ہدایت تھی کہ صرف جلسہ گاہ کی طرف سے شارٹس لئے جائیں گے۔ اس لئے جب ہمارا صبح کا سیشن شروع ہوا تو اسٹیج والے احباب کو سامنے گرین ایریا میں بٹھایا گیا۔

گرین ایریا میں پہلی صف میں مکرم امیر صاحب برکینا فاسو اور آپ کے ساتھ مکرم عصام الخامسی صاحب صدر جماعت احمدیہ مراکش نمائندہ حضور انور برائے جلسہ سالانہ برکینا فاسو اور آپ کے پیچھے ممبران مجلس عاملہ، مبلغین کرام اور دیگر جماعتی عہدیدار تشریف رکھتے تھے۔

مقامی وقت کے مطابق ساڑھے دس بجے سیدنا حضرت امیر المؤمنین

تشریف لے آئے۔ مردانہ اور لجنہ جلسہ گاہ میں دونوں طرف ایم ٹی اے کے لئے بڑی اسکرین لگائی تھی۔ اس طرح دونوں طرف سہولت کے ساتھ شاملین جلسہ نے حضور انور کا خطاب اور جلسہ قادیان کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کے جلسہ جات کے مناظر بڑی اسکرین پر دیکھے۔

جلسہ گاہ میں نظم و ضبط

جلسہ قادیان کے اختتامی سیشن سے حضور انور کے خطاب سے پہلے ہمارے جلسہ کا سیشن چل رہا تھا اور احباب جماعت صبح آٹھ بجے سے جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ ساڑھے دس بجے حضور انور کے ساتھ سیشن کا آغاز ہوا جو مقامی وقت کے مطابق بارہ بجے کے بعد اختتام پذیر ہوا۔ اس موقع پر جلسہ گاہ بھری رہی۔ مجموعی طور چار گھنٹے سے زائد وقت تک تمام شاملین جلسہ نظم و ضبط اور احترام کے ساتھ جلسہ گاہ میں موجود رہے اور جلسہ کی برکات سے فائدہ اٹھا کر حضرت اقدس علیہ السلام کی دعاؤں کے مستحق ٹھہرے۔ دوران خطاب جب قادیان اور لندن سے نعرہ جات لگائے جاتے تو برکینا فاسو کی جلسہ گاہ بھی نعرہائے تکبیر سے گونج اٹھتی۔

اختتامی لمحات

خطاب ختم کرنے کے بعد جب حضور انور اپنی کرسی پر تشریف لے آئے تو قادیان والوں کو نظمیں پڑھنے کا ارشاد فرمایا۔ اختتامی لمحات کے موقع پر پڑھی جانے والے نظموں کا انتخاب بہت خوبصورتی سے کیا گیا تھا۔ خاکسار کی ڈیوٹی مکرم مہمان خصوصی عصام الخامسی صاحب کے ساتھ تھی۔ چونکہ آپ اردو نہیں سمجھتے اس لئے جلسہ کے اختتام کے وقت پڑھی جانے والی نظموں سے پوری طرح محظوظ نہیں ہو رہے تھے۔ خاکسار نے ترجمہ کر کے بتانا شروع کیا تو پھر ان کی حالت بالکل اور تھی۔ پوری طرح ان خوبصورت لمحات کو انجوائے کر رہے تھے۔ بعد ازاں بھی شکر گزار ہوئے کہ ترجمہ کی وجہ سے انہوں نے ان اختتامی لمحات کے وقت احباب کے جوش و خروش سے بہت لطف اٹھایا۔

جلسہ گاہ برکینا فاسو میں احباب جماعت انہماک سے حضور انور کا خطاب سن رہے ہیں

امام وقت کی صدا پر فوری لبیک

قادیان سے نظمیں پڑھے جانے کے بعد حضور انور نے دلنواز مسکراہٹ اور بہت شفقت اور محبت سے، جو آپ کو اپنی پیاری جماعت سے ہے اور خاص طور پر جس کا اظہار افریقن احمدیوں کے حوالے سے ہوتا ہے، کے ساتھ فرمایا ’’افریقہ والوں نے تو نہیں کوئی نظم پڑھنی؟ ان کو نہیں تیار کیا ہوا؟‘‘

ہم چونکہ فرنچ ترجمہ سن رہے تھے اس لئے کسی قدر تاخیر کے ساتھ یہ ارشاد ہماری جلسہ گاہ میں سنا گیا۔ لیکن جونہی حضور انور کی یہ آواز ہماری جلسہ گاہ میں گونجی تو احباب جماعت جوش و خروش کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور بہت خوبصورت انداز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد شروع کر دیا۔ بہرحال اس وقت فوری طور پر آڈیو لنک تو ایم ٹی اے کے ساتھ شیئر نہیں ہوسکتا تھا لیکن ویڈیو میں دیکھا جاسکتا ہے کہ حضور انور کے تشریف لے جانے سے پہلے احباب جماعت برکینا فاسو کھڑے ہو کر ہاتھ لہرا لہرا کر نظمیں پڑھنا شروع ہو گئے اور ہم پر حضور انور کی شفقت بھری نظر بھی پڑی۔

حضور انور کے ارشاد پر برکینا فاسو جلسہ گاہ سے احباب جماعت فوری طور پر کھڑے ہو کر نظمیں پڑھ رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ برکینا فاسو کو امام وقت کے حکم پر فوری عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور پھر حضور انور کے تشریف لے جانے کے بعد بھی بہت دیر تک نظمیں پڑھتے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کرتے رہے۔ ہمارے جلسہ میں اس سال گھانا جماعت کا ایک سو افراد کا وفد بھی شامل تھا۔ وہ بھی جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ یوں جلسہ برکینا فاسو کی برکت سے گھانا جماعت کی نمائندگی بھی اس تاریخی موقع پر ہوگئی۔

بقیہ: وفات مسیح کی حقیقت......از صفحہ 12

صفت نمبر (4) ہیں یعنی:

صفت نمبر (3) ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنا۔ صفت نمبر (4) ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔

اب صفات کی ان دونوں جزعات پر ایک ایک کر کے غور کرتے ہیں کیونکہ یہ دونوں صفات ایمان کا جز ہیں جو خسارے سے بچنے کے لئے پہلے دو جزوں کی طرح ضروری ہیں اور مودودی صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے جیسا کہ وہ جز نمبر 3 کے بارے میں لکھتے ہیں:

’’مذکورہ بالا دو صفتیں (صفت 1 اور صفت 2۔ ناقل) تو وہ ہیں جو ایک فرد میں ہونی چاہئیں۔ اس کے بعد یہ سورۃ دو مزید صفتیں بیان کرتی ہیں جو خسارے سے بچنے کے لئے ضروری ہیں، اور وہ یہ ہیں کہ ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والے لوگ ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کریں۔ اس کے معنیٰ یہ ہیں اول تو ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو فرد فرد بن کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ ان کے اجتماع سے ایک مومن اور صالح معاشرہ وجود میں آنا چاہئے۔ دوسرے اس معاشرہ کے ہر فرد کو اپنی یہ ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے کہ وہ معاشرہ کو بگڑنے نہ دے، اس لئے اس کے تمام افراد پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کریں۔‘‘

(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 453)

اگر مودودی صاحب کی سورۃ العصر کی درج بالا تفسیر کا موازنہ مودودی صاحب کے اس استدلال سے کریں جو انہوں نے حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں کہ بنی اسرائیل کی صدیوں سے مسلسل نافرمانیوں اور فہمائشوں، بگڑتی ہوئی قومی روش کی وجہ سے اللہ نے حضرت عیسیٰ کو Recall کر لیا تو یہ استدلال سورۃ العصر کے بالکل برعکس اور ایک نبی کی شان کے بھی خلاف ہے اور اس کی ذات پر بہت بڑا بہتان ہے کیونکہ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ کا حکم ہر اس انسان پر فرض ہے جو زندہ ہے اور ہر زندہ انسان معاشرے کا فرد ہوتا ہے۔ پس حیات مسیح کا کوئی دعویدار مسلمان عالم دین یہ ثابت کرے کہ:

(1) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت اگر وہ زندہ ہیں تو وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ کا فرض ادا کر رہے ہیں جس قوم کی طرف ان کو بھیجا گیا تھا۔

(2) ’’ایمان لانے اور نیک عمل کرنے والوں کو فرد فرد بن کر نہیں رہنا چاہئے بلکہ ان کے اجتماع سے ایک مومن صالح معاشرہ وجود میں آنا چاہیے۔‘‘ مودودی صاحب نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے۔ مودودی صاحب یا ان کے ہمنوا علماء یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا فرض منصبی چھوڑ کر اللہ کے کس حکم سے معاشرہ سے الگ تھلگ ہو کر آسمان پر گوشہ نشین ہو کر بیٹھے ہوئے ہیں اور کیا قرآن اس طرزِ عمل کی کسی کو اجازت دیتا ہے؟

قرآن کریم کی سورۃ الانشقاق آیت 7 بھی مودودی صاحب کے حیات مسیح کے استدلال کو رد کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے یٰۤاَیُّہَا الۡاِنۡسَانُ اِنَّکَ کَادِحٌ اِلٰی رَبِّکَ کَدۡحًا فَمُلٰقِیۡہِ یعنی اے آدمی! تجھ کو تکلیف اٹھانی ہے اپنے رب تک پہنچنے میں سہہ سہہ کر پھر اس سے ملنا ہے۔

(ترجمہ منقول از قرآن مجید فی لوحِ محفوظ شائع کردہ دار التصنیف لمیٹڈ، مجاہد آباد حب ریور روڈ کراچی مترجم محمود حسن صاحب مرحوم، شاگرد خاص بانی دیو بند حضرت قاسم صاحب نانوتویؒ صفحہ 768)

کدح سخت محنت کرنے کو کہتے ہیں۔ مودودی صاحب یا ان کے ہمنوا حیات مسیح کے دعویدار یہ بتا سکتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہیں تو کیا وہ جس کام کے لئے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اس کام کی تکمیل کے لئے کسی قسم کی محنت اس وقت کر رہے ہیں؟

اسلام میں رہبانیت بھی جائز ہی نہیں۔ سورۃ الحدید آیت 28 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَرَہۡبَانِیَّۃَۨ ابۡتَدَعُوۡہَا مَا کَتَبۡنٰہَا عَلَیۡہِمۡ اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی۔ ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا۔ تفہیم القرآن جلد 5 صفحہ 324 پر مودودی صاحب اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ’’ہم نے ان پر رہبانیت کو فرض نہیں کیا تھا بلکہ جو چیز ان پر فرض کی تھی وہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کوشش کریں اور دوسرا مطلب یہ کہ یہ رہبانیت ہماری فرض کی ہوئی نہ تھی بلکہ اللہ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے اسے خود اپنے اوپر فرض کر لیا تھا۔ دونوں صورتوں میں یہ آیت اس بات کی صراحت کرتی ہے کہ رہبانیت ایک غیر اسلامی چیز ہے اور یہ کبھی دین حق میں شامل نہیں رہی ہے۔‘‘ یہ آیت بھی مودودی صاحب کے اس استدلال اور موٴقف کو رد کرتی ہے جو انہوں نے اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ میں حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ کج بحث اور دین سے بے بہرہ ملاں یہ کہہ دیتے ہیں کہ اللہ جو چاہے کرتا ہے لیکن یہ علماء حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی عداوت اور مخالفت میں اللہ کے اس ارشاد کو بھی بھول جاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحۡوِیۡلًا ﴿۷۸﴾ (سورۃ بنی اسرائیل:78) یعنی تو ہماری سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اسی طرح سورۃ الفتح آیت 24 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ﴿۶۳﴾ اور تو اللہ کی سنّت میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔‘‘

اللہ تعالیٰ کے کلام میں تو کج بحثی جائز ہی نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ حٰم سجدہ آیت 41 میں فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یُلۡحِدُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخۡفَوۡنَ عَلَیۡنَا ؕ اَفَمَنۡ یُّلۡقٰی فِی النَّارِ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ یَّاۡتِیۡۤ اٰمِنًا یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ بیشک جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی سے کام لیتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں۔ پس کیا وہ جو آگ میں ڈالا جائے گا وہ اچھا ہے یا وہ جو امن و امان کے ساتھ قیامت کے دن آئے گا۔ اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ جو اپنے غلط عقائد اور نظریات کے اثبات کے لئے آیات الٰہی میں کج بحثی سے کام لیتے ہوئے معنوی تحریف اور دجل و تلبیس سے کام لیتے ہیں یقیناً ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ پس مودودی صاحب کی حیات مسیح کی یہ دلیل کہ مُتَوَفِّیۡکَ To Recall کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، ایک باطل اور بے بنیاد دلیل ہے جس کی قرآن نفی کرتا ہے۔ مودودی صاحب کے مقلدین سورۃ العصر کی روشنی میں حیات مسیح کے عقیدہ اور دعویٰ پر غور کریں کہ کیا حضرت عیسیٰ ان لوگوں کی صف میں تو شامل نہیں جو اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۳﴾ کے زمرے میں آتے ہیں کیونکہ وہ بھی ایک انسان ہیں اور قرآن کریم کے کسی حکم کا ان پر بھی اسی طرح اطلاق ہوتا ہے جس طرح دوسرے انسانوں پر۔ مودودی صاحب نے لفظ مُتَوَفِّیۡکَ کے ایک معنیٰ ’’اب میں تجھے واپس لے لوں گا‘‘ کئے ہیں۔ عامۃ الناس یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ جو اس دنیا میں آتا ہے وہ واپس اسی دنیا میں لوٹ جاتا ہے جہاں سے وہ آیا تھا جیسا کہ سورۃ السجدہ آیت 12 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۲﴾ ان سے کہو موت کا وہ فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تم کو پورا پورا اپنے قبضے میں لے لے گا اور پھر تم اپنے رب کی طرف پلٹا لائے جاؤ گے۔‘‘

(تفہیم القرآن جلد 4 صفحہ 41)

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود تسلیم کر لیا کہ جب مجھے واپس پلٹا لیا گیا تو پھر تو ہی میری قوم پر نگہبان تھا۔ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ (المائدہ:118) یعنی جب آپ نے (یعنی اللہ نے۔ ناقل) مجھے واپس بلا لیا تو آپ ان پر نگراں تھے۔‘‘ (تفہیم القرآن جلد 1 صفحہ 516)۔ حضرت عیسیٰ کے اس اقرار کے بعد ان کی وفات پر شک کرنا یقیناً سلب ایمان کا موجب ہے۔ مودودی صاحب نے حیات مسیح کے اثبات میں بہت سحر انگیز باتیں لکھی ہیں لیکن اس کی تائید میں قرآن کریم سے کوئی ایک آیت بھی پیش نہیں کی۔ جس بات میں کوئی دلیل نہ ہو ایسی باتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَا یَتَّبِعُ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ شُرَکَآءَ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ (سورۃ یونس:67) یعنی جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکا کی عبادت کرتے ہیں وہ کس چیز کی عبادت کرتے ہیں۔ محض بے سند خیال کی اتباع کر رہے ہیں اور محض اٹکل پچو لگا رہے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین جو شرک کر رہے ہیں وہ کسی دلیل کی بنیاد پر نہیں بلکہ یہ محض ظن، تخمین اور قیاس آرائی اور اٹکل پچو پر مبنی باتیں ہیں۔ اسی طرح مودودی صاحب کا استدلال حیات مسیح To Recall بھی کسی دلیل پر مبنی نہیں اور اس پر یقین کرنا یقیناً ایک شرک ہے اور مسلمانوں کو اس شرک سے بچنے کی اس زمانے میں سخت ضرورت ہے۔

خواجہ عبدالغفار ہموسانی

وفات مسیح کی حقیقت اور جناب مودودی کی توجیہات

وفات وحیات مسیح ایک ایسا مسئلہ ہے جو احمدی مسلمانوں اور غیر احمدی مسلمانوں کے درمیان وجہ اختلاف ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیح موعود و مہدی ہونے کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فوت شدہ ہونے کی دلیل پر رکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام اپنی تصنیف تحفہ گولڑویہ میں فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ ہمارے اور ہمارے مخالفوں کے صدق و کذب آزمانے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات حیات ہے۔اگر حضرت عیسیٰ درحقیقت زندہ ہیں تو ہمارے سب دعوے جھوٹے اور سب دلائل ہیچ ہیں اور اگر درحقیقت قرآن مجید کی رو سے فوت شدہ ہیں تو ہمارے مخالف باطل پر ہیں۔اب قرآن مجید درمیان میں ہے اس کو سوچو۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 264 حاشیہ)

چونکہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے قرآن مجید سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ ثابت کرنے کا دعویٰ کیا ہے تو ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے مخالفین بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید سے زندہ آسمان پر ثابت کریں۔ لیکن میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کے مخالفین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن مجید کی رو سے زندہ آسمان پر کبھی ثابت نہیں کر سکتے۔جہاں تک میں نے مسلم جماعت احمدیہ کے مخالف علمائے کرام کے دلائل حیات مسیح کا مطالعہ کیا ہے تو ان کے دعویٰ کی بنیاد صرف احادیث اور انسانی روایات پر ہے نہ کہ قرآن کریم پر۔مسلمانوں کے ہاتھ میں اسلامی تعلیم اور اسلام کی ہدایتوں پر قائم ہونے اور قائم رہنے کے لئے تین ذرائع ہیں جو درج ذیل ہیں:

1: قرآن شریف جو کتاب اللہ ہے جس سے بڑھ کر ہمارے ہاتھ میں کوئی کلام قطعی اور یقینی نہیں۔وہ ہر قسم کے شک اور ظن کی آلائشوں سے پاک ہے۔

2: سنّت رسول ﷺ جو آنحضرت ﷺ کی فعلی روش ہے اور اپنے اندر تواتر رکھتی ہے اور ابتداء سے قرآن کے ساتھ ظاہر ہوئی اور ہمیشہ ساتھ ہی رہے گی۔دوسرے الفاظ میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سنّت رسول اللہ ﷺ کا فعل اور قدیم سے اللہ تعالیٰ کا یہی دستور ہے کہ انبیاء خدا کا قول لوگوں کی ہدایت کے لئے لاتے ہیں اور اپنے عمل سے اس قول کی تفسیر کر کے دکھاتے ہیں اور اس قول پر خود بھی عمل کرتے ہیں اور ایمان لانے والوں سے بھی اس پر عمل کراتے ہیں۔

3: تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے جو آنحضرت ﷺ کی وفات کے تقریباً 150 سال بعد مختلف راویوں سے سن سنا کر جمع کی گئیں۔پس سنّت اور حدیث میں یہ فرق ہے کہ سنّت ایک عملی طریق ہے جو آنحضرت ﷺ نے اپنے عملی نمونہ سے جاری کیا جو اپنے ساتھ ایک تواتر رکھتا ہے اور یقین محکم میں قرآن کریم سے دوسرے درجہ پر ہے۔جس طرح آنحضرت ﷺ قرآن کریم کی اشاعت کے لئے مامور تھے ایسا ہی آپ ﷺ سنّت کی اقامت کے لئے بھی مامور تھے۔احادیث چونکہ طویل وقت گزرنے کے بعد جمع کی گئی تھیں اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ وہ قیاس اور ظن کے مرتبہ پر ہیں اس لئے احادیث کو قرآن اور سنّت پر حَکم اور قاضی نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء نے یہی طریق اختیار کیا ہے کہ جہاں وہ قرآن کریم سے کوئی دلیل پیش نہیں کر سکتے وہ احادیث کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں چاہے وہ قرآن کریم کے منشا کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

مودودی صاحب نے بھی حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے احادیث کا ہی سہارا لیا ہے اور قرآن کریم کی وہ آیات جو واضح طور پر وفات مسیح پر دلالت کرتی ہیں ان کو پس پشت ڈال کر احادیث کو ان آیات پر قاضی اور حَکم ٹھہرایا۔حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام نے قرآن کریم سے 30 ایسی آیات مخالف علماء کے سامنے پیش کیں جن سے وفات مسیح ثابت ہوتی ہے لیکن مخالف علمائے کرام نے ان کو ماننے سے صاف انکار کر دیا۔

مودودی صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر تفہیم القرآن نہ صرف برصغیر پاک و ہند بلکہ پوری اسلامی دنیا میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔لیکن جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ذکر پایا جاتا ہے وہاں مودودی صاحب لفظ تَوَفّی کے معنوی اور لغوی تحریف کئے بغیر نہ رہ سکے اور اپنے موقف حیات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم سے ایک بھی آیت پیش نہیں کی جو ان کے استدلال کو درست ثابت کر سکے۔اس مضمون میں خاکسار قرآن کریم سے ہی وہ آیات پیش کرے گا جو مودودی صاحب کے موقف کو غلط ثابت کرتی ہیں اور وہ ترجمہ اور تفسیر بھی مودودی صاحب کی تصنیف ’’تفہیم القرآن‘‘ سے ہی پیش کروں۔

سب سے پہلے قرآن کریم کی وہ دو آیات درج کرتا ہوں جو واضح طور پر وفات مسیح پر دلالت کرتی ہیں لیکن مودودی صاحب تسلیم نہیں کرتے:

1۔ اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ

(آل عمران:56)

2۔ وَکُنۡتُ عَلَیۡہِمۡ شَہِیۡدًا مَّا دُمۡتُ فِیۡہِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَہِیۡدٌ ﴿۱۱۸﴾

(المائدہ:118)

درج بالا دونوں آیات میں ایک لفظ تَوَفّی مشترک ہے یعنی مُتَوَفِّیۡکَ اور تَوَفَّیۡتَنِیۡ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس کے دو ہی معنی بیان کئے گئے ہیں ایک روح قبض کرنا، وفات دینا اور دوسرے معنی پورا پورا دینا یا لینا۔اس کے علاوہ لفظ تَوَفّی کے اور معنی ہیں ہی نہیں۔

جماعت احمدیہ کے مخالف علماء نے ’’پورا پورا لینا‘‘ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر اٹھانا مراد لیا ہے جبکہ درج بالا دونوں آیات میں آسمان کا لفظ موجود ہی نہیں۔آسمان کا لفظ جماعت احمدیہ کے مخالف علمانے اپنی طرف سے شامل کیا جو کہ لغوی اور معنوی تحریف کر کے کیا جاتا ہے۔اس مضمون میں جماعت اسلامی کے بانی اور مصنف تفسیر ’’تفہیم القرآن‘‘ جناب ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کا ترجمہ و تشریح لفظ مُتَوَفِّیۡکَ بیان کرنا ہے اور ان کے استدلال حیات مسیح کا رد ان کے ہی ترجمہ و تشریح کی روشنی میں پیش کرنا مقصود ہے تاکہ عام فہم غیر احمدی مسلمانوں کو معلوم ہو کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے اور وہ یہ جان سکیں کہ قرآن کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں اور ان کو معلوم ہو کہ مسلم جماعت احمدیہ وفات مسیح کے مسئلہ پر حق پر ہیں یا ان کے مخالف علماء جو ان کو بتاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں وہ حق پر ہیں۔فیصلہ قرآن کریم کی روشنی میں کرنا ہے۔سورۃ آل عمران آیت 56 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ ۔ترجمہ مع تفسیر بیان کردہ سیّد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب:

جب اس نے کہا ’’اے عیسیٰ! اب میں تجھے واپس لے لوں گا اور تجھ کو اپنی طرف اٹھا لوں گا اور جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے ان سے (یعنی ان کی معیّت سے ان کے گندے ماحول میں ان کے ساتھ رہنے سے) تجھے پاک کر دوں گا اور تیری پیروی کرنے والوں کو قیامت تک ان لوگوں پر بالادستی رکھوں گا جنہوں نے تیرا انکار کیا ہے پھر تم سب کو آخر کار میرے پاس آنا ہے۔‘‘

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 257۔ 259)

تفسیر بیان کردہ سیّد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب

’’اصل میں لفظ مُتَوَفِّیۡکَ استعمال ہوا ہے۔تَوَفّی کے اصل معنی لینے اور وصول کرنے کے ہیں۔’’روح قبض کرنا‘‘ اس لفظ کا مجازی استعمال ہے نہ کہ اصل لغوی معنی۔یہاں یہ لفظ (To recall) کے معنی میں مستعمل ہوا ہے، یعنی کسی عہدہ دار کو اس کے منصب سے واپس بلا لینا۔چونکہ بنی اسرائیل صدیوں سے مسلسل نافرمانیاں کر رہے تھے، بار بار کی تنبیہوں اور فہمائشوں کے باوجود ان کی قومی روش بگڑتی ہی چلی جا رہی تھی، پے در پے کئی انبیاء کو قتل کر چکے تھے اور ہر اس بندۂ صالح کے خون کے پیاسے ہو جاتے تھے جو نیکی اور راستی کی طرف انہیں دعوت دیتا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان پر حجت تمام کرنے اور انہیں ایک آخری موقع دینے کے لئے

حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام جیسے دو جلیل القدر پیغمبروں کو بیک وقت مبعوث کیا جن کے ساتھ مامور مِنَ اللہ ہونے کی ایسی کھلی نشانیاں تھیں کہ ان سے انکار صرف وہی لوگ کر سکتے تھے جو حق و صداقت سے انتہا درجہ کا عناد رکھتے ہوں اور حق کے مقابلہ میں جن کی جسارت و بے باکی حد کو پہنچ چکی ہو مگر بنی اسرائیل نے اس آخری موقع کو بھی ہاتھ سے کھو دیا اور صرف اتنا ہی نہ کیا کہ ان دونوں پیغمبروں کی دعوت رد کر دی، بلکہ ان کے ایک رئیس نے علی الاعلان حضرت یحییٰؑ جیسے بلند پایہ انسان کا سر ایک رقاصہ کی فرمائش پر سرقلم کر دیا اور ان کے علماء و فقہا نے سازش کر کے حضرت عیسیٰؑ کو رومی سلطنت سے سزائے موت دلوانے کی کوشش کی۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کی فہمائش پر مزید وقت اور قوت صرف کرنا بالکل فضول تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو واپس بلالیا اور قیامت تک کے لئے بنی اسرائیل پر ذلت کی زندگی کا فیصلہ لکھ دیا (مودودی صاحب کی اس دلیل کو سورۃ الفجر کی آیات 5 تا 13 رد کرتی ہیں کہ قوم کو تو بدیاں کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا اور نبی کو واپس زندہ آسمان پر بلا لیا۔ ناقل) یہاں یہ بات اور سمجھ لینی چاہئے کہ قرآن یہ پوری تقریر دراصل عیسائیوں کے عقیدۂ الوہیتِ مسیح کی تردید و اصلاح کے لئے ہے اور عیسائیوں میں اس عقیدہ کے پیدا ہونے کے اہم ترین اسباب تین ہیں:

(1) حضرت مسیح کی اعجازی ولادت۔

(2) ان کے صریح محسوس ہونے والے معجزات۔

(3) ان کا آسمان کی طرف اٹھایا جانا جس کا ذکر صاف الفاظ میں ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

قرآن نے پہلی بات کی تصدیق کی اور فرمایا کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا محض اللہ کی قدرت کا کرشمہ تھا۔ اللہ جس کو جس طرح چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ یہ غیر معمولی پیدائش ہرگز اس بات کی دلیل نہیں کہ مسیح خدا تھا یا خدائی میں کچھ بھی حِصّہ رکھتا تھا۔ دوسری بات کی بھی قرآن نے تصدیق کی اور خود مسیح کے معجزات ایک ایک کر کے گنائے، مگر بتا دیا کہ یہ سارے کام اس نے اللہ کے اذن سے کئے تھے، بااختیار خود کچھ بھی نہیں کیا اس لئے ان میں سے کوئی بھی بات ایسی نہیں ہے جس سے تم یہ نتیجہ نکالنے میں کچھ بھی حق بجانب ہو کہ مسیح کا خدائی میں کوئی حصہ تھا۔ اب تیسری بات کے متعلق اگر عیسائیوں کی روایت سرے سے بالکل ہی غلط ہوتی تب تو ان کے عقیدہ الوہیت مسیح کی تردید کے لئے ضروری تھا کہ صاف صاف کہہ دیا جاتا کہ جسے تم الٰہ اور ابن اللہ بنا رہے ہو وہ مر کر مٹی میں مل چکا ہے، مزید اطمنان چاہتے ہو تو فلاں مقام پر جاکر اس کی قبر دیکھ لو لیکن ایسا کرنے کی بجائے قرآن نے صرف یہی نہیں کہ ان کی موت کی تصریح نہیں کرتا اور صرف یہی نہیں کہ ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو زندہ اٹھائے جانے کے مفہوم کا کم از کم احتمال تو رکھتے ہی ہیں، (مودودی صاحب یہاں عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی تائید اور تصدیق کرتے ہوئے صاف نظر آتے ہیں۔ ناقل) بلکہ عیسائیوں کو الٹا یہ بتا دیتا ہے کہ مسیح سرے سے صلیب پر چڑھائے ہی نہیں گئے، یعنی وہ جس نے آخری وقت میں ''ایلی ایلی لما سبقتانی'' کہا تھا اور وہ جس کی صلیب پر چڑھی ہوئی حالت کی تصویر تم لئے پھرتے ہو وہ مسیح نہ تھا۔ مسیح کو تو اس سے پہلے ہی خدا نے اٹھا لیا تھا۔ اس کے بعد جو لوگ قرآن کی آیات سے مسیح کی وفات کا مفہوم نکالنے کی کوشش کرتے ہیں وہ دراصل یہ ثابت کرتے ہیں کہ اللہ میاں کو صاف سلجھی ہوئی عبارت میں اپنا مطلب ظاہر کرنے تک کا سلیقہ نہیں ہے انکار کرنے والوں سے مراد یہودی ہیں جن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایمان لانے کی دعوت دی اور انہوں نے اسے رد کر دیا۔ بخلاف اس کے پیروی کرنے والوں سے مراد اگر صحیح پیروی کرنے والے ہوں تو وہ صرف مسلمان ہیں اور اگر اس سے مراد فی الجملہ آنجناب کے ماننے والے ہوں تو ان سے عیسائی اور مسلمان دونوں شامل ہیں۔''

(تفہیم القرآن جلد اول صفحہ 257۔ 259)

قارئین! سورۃ اٰل عمران کی آیت 56 اِذۡ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وفات مسیح پر پہلی دلیل ہے لیکن مودودی صاحب نے اس میں معنوی اور لغوی تحریف کر کے وہ مثال قائم کی ہے جو اسلام کا کوئی مخالف بھی نہیں کر سکتا اور آیت کے حقیقی مفہوم کو کج بحثی اور بے مقصد تاویلیں پیش کر کے حقیقی معنیٰ پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ مثلاً مودودی صاحب لفظ مُتَوَفِّیۡکَ کی تفسیر یہ بیان کرتے ہیں:

''اصل میں لفظ مُتَوَفِّیۡکَ استعمال ہوا ہے۔ تَوَفّی کے اصل معنیٰ لینے اور وصول کرنے کے ہیں ''روح قبض کرنا'' اس لفظ کا مجازی استعمال ہے نہ کہ اصل لغوی معنیٰ۔ یہاں یہ لفظ (To recall) کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے، یعنی کسی عہدیدار کو اس کے منصب سے واپس بلا لینا۔''

مودودی صاحب نے دوسرے کئی مقامات پر اسی لفظ تَوَفّی کے حقیقی معنیٰ ''مرجائیں، وفات پائیں ہی کئے ہیں۔ لیکن جہاں یہی لفظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بولا گیا وہاں معنوی تحریف کر کے ترجمہ بدل دیا اور تَوَفّی کے حقیقی معنیٰ پر پردہ ڈال دیا گیا۔ اسے کہتے ہیں کلام الٰہی میں کج بحثی کرنا اور حق بات میں تلبیس کرنا جس کے بارے میں قرآن کریم میں سختی سے منع کیا گیا ہے۔ سورۃ اٰل عمران آیت 72 میں اللہ تعالیٰ اہل کتاب کو مخاطب کر کے فرماتا ہے یٰۤاَہۡلَ الۡکِتٰبِ لِمَ تَلۡبِسُوۡنَ الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَکۡتُمُوۡنَ الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۲﴾ اے اہل کتاب! تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں مشتبہ کرتے ہو اور تم حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو (کہ حق کیا ہے اور باطل کیا ہے) اسی طرح سورۃ البقرۃ آیت 43 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ وَتَکۡتُمُوا الۡحَقَّ وَاَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۳﴾ اور حق کو باطل سے خلط ملط نہ کرو اور حق کو نہ چھپاؤ جبکہ تم جانتے ہو (حق کیا ہے اور باطل کیا ہے) مودودی صاحب جانتے ہیں کہ لفظ تَوَفّی کے حقیقی معنیٰ کیا ہیں لیکن حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود و مہدی موعود علیہ السلام کی مخالفت اور تکذیب ہر صورت کرنی ہے اس لئے حق کو چھپانا یعنی وَلَا تَلۡبِسُوا الۡحَقَّ بِالۡبَاطِلِ ان علماء اور مشائخ کی مجبوری ہے۔ آیئے اب ذرا مودودی صاحب کی بیان کردہ تفسیر کے دوسرے نکات پر غور کرتے ہیں:

(1) مودودی صاحب نے لفظ تَوَفّی کے اصل معنیٰ ''وصول کرنے کے'' بیان کئے ہیں تو دوسری طرف ''کسی عہدیدار کو اس کے منصب سے واپس بلا لینا'' بیان کئے ہیں۔ ان دونوں باتوں سے ایک جلیل القدر نبی کی توہین کا پہلو نکلتا وہ اس لئے کہ ایک دنیاوی عہدیدار کو تو اس لئے Recall کیا جا سکتا ہے کہ اس عہدیدار کا کام جہاں اس کو بھیجا گیا تھا وہاں اس کا کام ختم ہو گیا یا پھر اب اس کی وہاں ضرورت نہیں رہی اس لئے اس کو واپس اسی مقام پر واپس بلا لیا جاتا ہے جہاں سے اسے بھیجا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ کیا کسی نبی کو جو اس کا روحانی منصب (عہدہ) ہے اور وہ منصب اس کو مستقل طور پر عطا کیا گیا تھا، اس کے اِس منصب سے واپس بلایا جا سکتا ہے؟ کیا حضرت عیسیٰ کا کام جس کے لئے ان کو دنیا میں بھیجا گیا تھا ختم ہو گیا تھا؟ اگر وہ کام جس کے لئے ان کو بھیجا گیا تھا ختم نہیں ہوا تھا تو پھر ان کو Recall کرنا یقیناً مودودی صاحب کا بےمعنیٰ، خلاف اسلام اور باطل استدلال ہے۔

(2) دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں اِسی کیفیت میں نازل ہوئے تھے جس کیفیت میں ان کو Recall کیا گیا؟ جیسا کہ مودودی صاحب کا عقیدہ ہے۔ اگر مودودی صاحب کا دعویٰ یا استدلال درست ہے تو پھر یقیناً عیسائیوں کا عقیدہ الوہیت مسیح بھی درست ہے کیونکہ ان کے عقیدہ کے مطابق مسیح خدا کا بیٹا ہے اور اللہ نے اپنے بیٹے کو روئے زمین پر رہنے والے انسانوں کے گناہوں کا کفّارہ ادا کرنے کے لئے آسمان سے زمین پر بھیجا تھا اور کفّارہ ادا کرنے کے بعد واپس آسمان پر اٹھا لیا یعنی Recall کرلیا۔ یہ ہے عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت مسیح کی بنیاد۔ اگر بقول مودودی صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری Recall کیا گیا تو پھر عیسائی حضرات اپنے عقیدہ الوہیت مسیح میں حق پر ہیں کیونکہ جس کیفیت میں وہ زمین پر بھیجے گئے تھے اسی کیفیت میں بقول مودودی صاحب Recall بھی کئے گئے۔

(3) عیسائی علماء الوہیت مسیح کی صداقت میں انجیل سے جو دلیل پیش کرتے ہیں وہ بھی یہاں درج کرتا ہوں:

ابنِ خدا کی فضیلت

''گزرے ہوئے زمانہ میں خدا نے ہمارے آباؤ اجداد سے کئی موقعوں پر مختلف طریقوں سے نبیوں کی معرفت کلام کر کے ان آخری دنوں میں ہم سے اپنے بیٹے کی معرفت کلام کیا، جسے اس نے سب چیزوں کا وارث مقرر کیا اور جس کے وسیلہ سے اس نے کون و مکان پیدا کیا۔''

(عبرانیوں باب 1 آیت 1۔ 2)

''وہ ہمیں گناہوں سے پاک کر دینے کے بعد آسمان پر خدا کے دائیں طرف جا بیٹھا اور فرشتوں سے اتنا ہی بزرگ تر ہوا جتنا افضل نام خدا نے اسے میراث کے طور پر دیا تھا کیونکہ فرشتوں میں سے اس نے کب کسی سے کہا تو میرا بیٹا ہے۔

(عبرانیوں باب 1 آیت 3۔ 5)

''تو انہیں چادر کی طرح لپیٹے گا اور وہ پوشاک کی طرح بدل دیئے جائیں گے، لیکن تو نہیں بدلتا اور تیری زندگی کبھی ختم نہ ہو گی لیکن خدا نے فرشتوں میں سے کسی کے بارے میں کب کہا ہے کہ تو میری دائیں طرف بیٹھ۔''

(عبرانیوں باب 1 آیت 12۔ 13)

میرے مسلمان بھائیو! یہ ہے عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی بنیاد۔ اگر مودودی صاحب کے بیان کردہ معنیٰ کا موازنہ انجیل سے کیا جاوے تو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ مودودی صاحب کے ترجمہ اور تفسیر سے انجیل کے دعویٰ الوہیت مسیح کو ہی تقویت اور مکمل تائید حاصل ہوتی ہے کیونکہ جو انجیل دعویٰ کرتی ہے وہی مودودی صاحب کا بھی دعویٰ اور مؤقف ہے۔ پس قرآن کریم کی کسی آیت کی تحریف کر کے ایسی تفسیر کرنا جو شرک کی تائید کرے سراسر خلاف اسلام اور خلاف قرآن ہے۔ حقیقی ترجمہ اور تشریح وہی درست ہو گی جو شرک کی تائید نہ کرتی ہو۔ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ کا حقیقی ترجمہ اور معنیٰ یہی ہے کہ ''اے عیسیٰ! میں ہی تجھے وفات دینے والا ہوں'' سورۃ المائدہ آیت 118 میں اس کا اقرار خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے جیسے کہ قرآن کریم میں لکھا ہے: فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

کُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِیۡبَ عَلَیۡہِمۡ یعنی جب تو نے مجھے وفات دے دی تو پھر تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان بنایا اور منصب نبوت عطا کر کے بنی اسرائیل کے لئے رحمت کا ایک اور موقع فراہم کر دیا لیکن بدقسمتی سے یہودیوں نے اسے قبول نہ کیا اور رحمت کا یہ آخری موقع بھی گنوا دیا وَلِنَجۡعَلَہٗۤ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ وَرَحۡمَۃً مِّنَّا (مریم:22)۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو Recall کر کے اپنی رحمت سے لوگوں کو محروم کر دیا؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان کے ہی خلاف ہے کہ وہ اپنی رحمت سے کسی قوم کو محروم کر دے۔ ہاں اگر کوئی قوم خود اللہ کی رحمت سے فیض یاب نہیں ہوتی تو یہ اس قوم کا اپنا قصور ہے۔ کیا قرآن کریم میں کوئی ایسی مثال ہے کہ کسی قوم نے اپنے نبی پر ایمان لانے کی بجائے اس سے لگاتار بدسلوکی اور ظلم وستم کیا ہو تو اللہ نے نبی کو Recall یعنی واپس بلا لیا ہو اور قوم کو اس کے حال پر چھوڑ دیا ہو؟ البتہ قرآن کریم میں یہ مثالیں ضرور موجود ہیں کہ ایک قوم نے نبیوں کے ساتھ ظلم اور زیادتی کی اور بداعمالیوں میں بڑھتے ہی رہے اور توبہ نہ کی تو اس قوم کے نبی نے اللہ کے اذن سے وہاں سے ہجرت کی اور اللہ نے اس قوم کو ملیامیٹ کر دیا جیسے قوم نوح، قوم لوط، قوم عاد و ثمود وغیرہ۔ مودودی صاحب نے لکھا ہے ''مُتَوَفِّیۡکَ'' To Recall کے معنیٰ میں مستعمل ہوا ہے یعنی کسی عہدیدار کو اس کے منصب سے واپس بلا لینا۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو کام اس عہدیدار کے سپرد کیا گیا تھا وہ کام ختم ہو گیا۔ عامتہ الناس یہ بات ذہن میں رکھیں کہ دنیاداری میں تو ایسا ہوسکتا ہے لیکن روحانی دنیا میں اور اسلامی نکتہ نظر سے یہ نظریہ جائز ہی نہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ العصر اور سورۃ البلد آیت 5 میرے نکتہ نظر کی تائید کرتی ہے اور مودودی صاحب کے مؤقف اور استدلال حیات مسیح کی نفی کرتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالۡعَصۡرِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَفِیۡ خُسۡرٍ ۙ﴿۳﴾ اِلَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوۡا بِالۡحَقِّ ۬ۙ وَتَوَاصَوۡا بِالصَّبۡرِ ﴿۴﴾

(سورۃ العصر)

درج بالا سورۃ العصر کا ترجمہ و تفسیر بھی مودودی صاحب کی بیان کردہ ہی پیش کرتا ہوں:

ترجمہ: ''زمانے کی قسم، انسان درحقیقت بڑے خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔''

تفسیر حواشی بیان کردہ از مودودی صاحب

''اس سورۃ میں زمانے کی قسم اس بات پر کھائی ہے کہ انسان بڑے خسارے میں ہے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی یقیناً ایک بشر انسان ہی تھے۔ ناقل) اور اس خسارے سے صرف وہی لوگ بچے ہیں جن کے اندر چار صفتیں پائی جاتی ہیں: (1) ایمان (2) عملِ صالح (3) ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرنا (4) ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرنا۔ اب اس کے ایک ایک جز پر غور کرنا چاہئے تاکہ اس ارشاد کا پورا مطلب واضح ہو جائے۔

(تفہیم القرآن جلد 6 صفحہ 944)

دو صفات جو ایک فرد میں ہونی چاہئیں وہ تفسیر کے صفحہ 154 تا 354 میں مودودی صاحب نے بیان کی ہوئی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ان صفات کا پایا جانا کسی شک وشبہ سے پاک ہے۔ اس کے علاوہ جو دو صفات ایک فرد میں ہونی ضروری ہیں وہ صفت نمبر (3) اور

بقیہ صفحہ 9 پر

فقہی کارنر

تہجد کا اوّل وقت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ رمضان شریف میں تہجد پڑھنے کے متعلق حضور سے کسی نے سوال کیا یا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تہجد کے لئے اوّل وقت اُٹھنا چاہئے نہ کہ عین صبح کی نماز کے ذرا قبل... خاکسار عرض کرتا ہے کہ اوّل وقت سے رات کا حصہ مراد نہیں بلکہ تہجد کے وقت کا اوّل حصہ مراد ہے یعنی نصف شب کے جلد بعد۔

آنحضرت ﷺ کا بھی یہ طریق ہوتا تھا کہ تہجد ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ لمبی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کو صبح کی اذان سے قبل کسی قدر استراحت کا موقعہ مل جاتا تھا لیکن نوجوان بچے اگر تہجد کی عادت ڈالنے کے لئے صبح کی اذان سے کچھ وقت پہلے بھی اُٹھ لیا کریں تو حرج نہیں۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 671-672)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

دعا کا تحفہ

نیند سے بیدار ہونے کی دعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نیند سے بیدار ہو تو یہ دُعا کیا کرو:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ عَافَانِیۡ فِیۡ جَسَدِیۡ وَرَدَّ عَلَیَّ رُوۡحِیۡ وَاَذِنَ لِیۡ بِذِکۡرِہٖ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: تمام تعریفیں اُس اللہ کے لئے ہیں جس نے میرے جسم کو صحت و عافیت بخشی اور میری روح مجھے واپس لوٹا دی اور مجھے اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 122)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ایک سبق آموز بات

تکبر

اگر لوگ تم سے متاثر ہو رہے ہیں تو تکبر نہ کرو بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے عیب چھپا کر تمہیں لوگوں میں معزز بنایا ہوا ہے۔

مرسلہ: شکیل احمد طاہر۔ قادیان

طلوع و غروب آفتاب

25/ جنوری 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:41	18:06
مدینہ منورہ	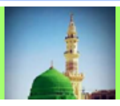	05:45	18:02
قادیان		06:01	17:56
ربوہ		05:41	17:36
اسلام آباد ٹلفورڈ	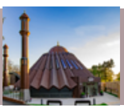	06:21	16:40